
$$\frac{17}{9}$$



اے۔ بی۔ سی (آڈٹ ہیرو آف سرکولیشن) کی مدد سے اشاعت

لہ دعوت الحق

فون نمبر دارالعلوم : ۴ فون نمبر رہائش : ۲ قرآن و سنت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ الحق

شعبان ۱۴۰۱ھ

جون ۱۹۸۱ء

جلد نمبر : ۱۶

شمارہ نمبر : ۹

اس شمارے میں

۲	سمیع الحق	نقش آغاز
۵	مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ	مذکرہ ادبیات اسلامی (خطبہ صدارت)
۱۲	ذوالفقار نگار	جہاد افغانستان
۱۷	مولانا محمد طاسین صاحب کراچی	نفع و نقصان میں شراکت کا معادلہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا جائزہ
۳۷	ڈاکٹر بخت روان پی ایچ ڈی بغداد	عربی کا اثر انگریزی زبانوں پر
۵۳	مولانا ڈاکٹر محمد حنیف صاحب پشاور	حیات و آثار میاں محمد عمر چمکنی
۶۲	قاریین	افکار و خیال
		(شہام میں علماء کا قتل عام - مصائب نبویؐ)
		اور اب شہراب - اعجاز قرآنی اور
		انگریزی اخبارات اور اسلام)
۶۹	شفیق فاروقی	دارالعلوم کے شب و روز

بدل اشتراک - پاکستان میں سالانہ ۲۵ روپے فی پرچہ ۲/۵ روپے بیرون ملک بحری ڈاک پونڈ ہوائی ڈاک پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک سے شائع کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مظلوم افغانستان

اور علماء کرام کے لئے لمحہ فکریہ



ایمان و یقین اور غیرت و حمیت کی سرزمین افغانستان آج سرخ کفر کی بونہم کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اخلاقی اور انسانی قدروں کا دشمن روس اپنے بے ضمیر ننگ ملت ننگ وطن ننگ قوم کا رندوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ اور درپردہ خود ہی اس سرزمین مقدس کو اسلام کے متوالے علماء و مشائخ، اہل دین اور اہل درد وغیرہ مسلمانوں کیلئے جہنم کدہ بنا چکا ہے۔ دین اور شعائر دین ایک ایک کر کے مٹائے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی سے سرشار اور جذبہ جہاد و سرفروشی سے مالا مال ارباب عزیمت و جہاد ہیں جو سب کچھ ٹاکرہ دین حق کی حفاظت اور اہل کفر کے تعاقب و استیصال میں سرکھت ہو چکے ہیں اور میدان کارزار میں مصروف جنگ و جہاد ہیں۔ ان لوگوں کے پاس مادی وسائل ہیں نہ ظاہری اسباب فتح و کامرانی اللہ صرف اور صرف نصرت ایزدی پر یقین و اذعان ہی انکا سرمایہ ہے۔ اور یہی سرمایہ غیبی آج بھی — کم من فئۃ قلیلة غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے مطابق ان ضعیف مجاہدین اور مستضعفین ہاجرین کی عزیمت و استقامت کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ مگر کیا جان نثاری اور سرفروشی اور یہ مومنانہ جہاد و جہد صرف افغانستان کے علماء و مشائخ اور مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ کیا کمیونسٹوں کی سفاک فسطائیت اور شرمناک وحشت و بربریت کا مقابلہ صرف افغانستانی مجاہدین کے بس میں ہے۔ اور کیا یہ صرف ان کی ذمہ داری ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ روس صرف افغانستان پر فتاعت نہیں کرے گا؛ بلکہ وہ اس انقلاب کو افغانستان کے پڑوسی ممالک بالخصوص پاکستان کیلئے ایک ذریعہ اور وسیلہ سمجھتا ہے۔ خدا نخواستہ وہ گرم پانیوں کو پہنچ کر دم لے گا اور کیا خلیج عرب اور آگے چل کر مرکز اسلام جزیرۃ العرب اس کے ننگ و تازے سے محفوظ رہے گا۔

کمیونزم کا پاکستان کے ارد گرد منڈلانے والا سرخ سیلاب اور سرحد و بلوچستان کے دروازوں پر یہ دستک، کیا پاکستان اور پورے عالم اسلام کو جگانے اور جھنجھوڑنے کیلئے کافی نہیں۔ افغانستان کا معاملہ اگر داخلی معاملہ ہے تو پھر کشمیر و قبرص، ایریریا اور فلسطین اور ہندوستان کی مظلوم و مقہور مسلم اقلیت پر بھی عالم اسلام کو سوچنے اور بولنے کا جواز نہیں رہ سکتا۔ اور ملت مسلمہ کا ایک جسد واحد اور بنیان مرصوص ہونے

باتیں صرف عہد پارینہ کی یادیں بن کر رہ جائیں گی اور پھر کمپوں ایک ارب سے زائد افراد کی وحدت اسلامیہ اپنے دور زوال و استبداد کی طرح ذلیل و مقہور اور اعداء اسلام کے لئے لقمہ تر نہیں بنے گی۔ آج کفر کی ملت واحدہ (مغرب و مشرق کی ساری غیر مسلم قومیں) افغانستان کے مسئلہ پر چپ سادے ہوئے ہے جب کہ مغرب کے یہی عیار کسی ایک قاتل اور ظالم کی سزا پر مسلمان ممالک کے خلاف طوفان بدتمیزی اٹھا دیتے ہیں مگر آج افغانستان لٹ رہا ہے اسکی روئے حمیت اور عبائے عظمت و حریت تار تار کی جا رہی ہے مگر پورا یورپ خاموش ہے۔ کیا یہ اس ارشاد نبویؐ کی ایک اور واضح تصدیق نہیں کہ: **اِنَّ الْاُمَّمَ تَدَاعَىٰ عَلَیْکُمْ کَسْتَدَاعَىٰ الْاَکَلَةِ اِلَىٰ فِصْعَتِهَا۔** (ادکمال) (دنیا کی قومیں تمہارے تخت و تاج کیلئے ایسی گرم ہو گئیں ہیں جیسے کھانے والے دسترخوان پر ایک دوسرے کو بلا تے ہیں۔) — خاتم بدہن اگر آج کابل و ہرات کو سمرقند و بخارا بنتے دیکھ کر بھی ہماری غفلت ختم نہیں ہو سکتی اور ہمارا چین و سکون، کرب و الم اور اضطراب سے بدل نہیں سکتی تو پھر یورپی ملت کی مرگ اجتماعی پر ماتم کر لیجئے۔ اور اپنی غافلیت و آزادی کا بھی فاتحہ پڑھ لیجئے کہ ملت مسلمہ کی حیات و بقا، تو جہاد و سرفروشی ہی سے وابستہ ہے۔ آج مجروح و مظلوم افغانستان ہم سب کو پاکستان و ایران کو، جو بیرون العرب اور مصروف شام کو پکار رہا ہے۔ اور ملت اسلامیہ کا فریضہ ہے کہ مسلمانوں کی متاع عظمت و شوکت پر شہ خون مارنے والے روس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے لٹکارے کہ انسانیت کے اسے ذلیل و خوار دشمن تو کون ہے مسلمانوں کا ہمدرد و غمگسار بننے والا۔ مسلمانوں کے مسائل، عالم اسلام کے تضام یا اور کسی بھی اسلامی مملکت کی مشکلات کے حل کیلئے خود عالم اسلام ہی کافی ہے۔ کاش! آج پورے عالم اسلام کا نعرہ بن جائے کہ اسلامی ممالک کے مسائل کے حل کیلئے خود عالم اسلام ہی کافی ہے۔ نہ تو عیار و مکار مغربی سامراج کی ضرورت ہے نہ ظلم و بربریت کے علمبردار کیونسٹ بلاک کو ہمارے مسائل میں ٹانگ اڑانے کی حاجت۔

افغانستان کی یہ صورت حال آج پاکستان کے علماء کرام و مشائخ اور دینی و علمی حلقوں کے لئے بہت بڑا سوالیہ نشان بنا ہوا ہے کہ کیا ہم اس نازک موڑ پر اپنے فریضہ اور مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں کیا اس المیہ نے ہمارے چین اور سکون کو چھین لیا ہے؟ کیا ہماری فکری، علمی اور عملی توانائیاں اس جہاد میں شریک ہیں؟ اور کس حد تک اس عظیم دعوتِ نفیر (انفروا و خفاوا و ثقلا) پر ہم نے لبیک کہا ہے؟ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ خصوصاً علماء کرام کے لئے مسئلہ افغانستان پر اتحاد و یکجا نگت کے ساتھ دو ٹوک اور متفقہ موقف اختیار کرنے کا ہے۔ اشتراکیت اور اشتراکی ہم نوا۔ اسلام اور عالم اسلام کے لئے ایک گالی اور ایک چیلنج ہیں اس بارہ میں ذرا بھی تردد و تذبذب، حکمت عملی اور مصلحت بینی کا کوئی بھی توپیر خواہ ملک سے باہر اشتراکیت سے ہو یا اندرونی اشتراکیت نواز عناصر سے) اسلام کی نگاہ میں کفر اور نفاق سے کم نہیں۔ وہ لوگ جن کی ایمانی غیرت

مٹ چکی ہے اور دینی حیثیت کا فوج ہو چکی ہے۔ جو سیاست اور مغربی جمہوریت کے پُر فریب ناموں کے بھینٹ پر انسان اخلاقی اور اسلامی قدیں قربان کرنا چاہتے ہیں خواہ اس "کالی دیوی" کی رضا جوئی کے نتیجہ میں۔ اس ملک میں خدا اور رسولؐ اور مذہب و شریعت سے ہاتھ دھو ڈالنا پڑ جائے۔ اور یہاں کی حالت بھی کابل و قندھار اور ہرات کی طرح بن جائے۔ ولا فعلہما۔ ایسے لوگ زندگی کے جس طبقہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں خداوند قدوس کے نزدیک اذول الخلاق اور زناک انسانیت اور زمین کے لئے ایک بوجھ ہیں۔ جس کا باطن ان کیلئے ظاہر سے پتھر ہے۔ ایسے ناعاقبت اندیش علماء دین و ملت سیاسی لیڈر ہوں یا خدا نخواستہ علماء کے بادلہ میں علم اور شریعت کے لئے ایک کالی ہوں خدا کے نزدیک مبغوض و ملعون مخلوق ہے۔ کہ جان بوجھ کر ملک و ملت کو ہلاکت، تباہی اور کفر و الحاد کے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ علماء حق اور ارباب عرومیت کا مقام و کردار تو اس دفت و ہوننا چاہئے جو کابل کے غیور و جسور علماء اور دین کے نشہ سے سرشار طلبہ مدارس عربیہ اور اہل در و مسلمان افغانستان میں ادا کر رہے ہیں۔ اگر کوئی وہاں کے خلقی اور پریمی کمیونسٹوں یا کمیونسٹ نوازوں سے لڑنا تو جہاد سمجھتا ہے اور پاکستان کے خلقی اور پریمی لادین عناصر کو نئی زندگی بخشنا چاہتا ہے۔ اس کے پرورش اور اٹھان میں لگا ہے اور اس شجرہ خبیثہ (جس کے استیصال اور بربادی کنی میں صدی ہجری کی تقریباً ایک رہائی خرچ ہوئی۔ اور اہل عالم دین کی بہترین طاقت اور جان و مال کی قوت اسی سے جہاد میں صرف ہوئی) کی دوبارہ آبیاری کرتا ہے۔ تو ایسے لوگ یا تو اللہ و رسول پر ایمان سے عاری ہیں یا کمیونسٹوں کے زرخیز غدار۔ اور یا عقل و خرد کے متاع سے قطعاً تہی دامن اور خداوند کریم کے الفاظ میں کا اللہ فی نقصت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا کے مصداق ہیں یعنی وہ جو ہڑھیبا جو دن بھر کی محنت کو سر شام اپنے ہی ہاتھوں پر یاد کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روز بد اور شرمناک موقع سے ہمارے تمام علماء حق اور مشائخ اور اہل صدق و صفا کو بچائے۔

اس صورت حال میں اہل در و کو بجا طور پر درد اور احساس ہے کہ علماء کرام کا شیرازہ از سر نو مجتمع ہو اور وہ سب باہمی سر جوڑ کر افغانستان کی صورت حال، اشتراکیت سے جہاد اور اندرون ملک لادینی اور اشتراکی عناصر کے بارہ میں قطعی پروگرام اور لائحہ عمل طے کر سکیں۔

احمد نگر کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اپنی دینی مشغولیت اور مقام و مرتبہ کی بنا پر اس مسئلہ کا شدید احساس کر رہے ہیں۔ اور بعض مجلس اہل در و علماء اور غیور و جسور تلامذہ اور ارباب زہد و تقویٰ سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔

کعبہ الحق

واللہ یقول الحق وہو بہدی السبیل

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

عالمی مذاکرہ ادبیات اسلامی

کا

خطبہ صدارت

۱۶ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۱ء ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ادبیات اسلامی پر عالمی سیمینار میں پڑھا گیا۔

حضرات! آپ عربی زبان و ادب کے ماہر ہیں۔ عالم اسلام میں اس زبان کے چوٹی کے افراد میں آپ کا شمار ہے۔ بحث و تحقیق کے میدان میں اور تالیف و تصنیف کے صحن میں آپ کا نام بہت نمایاں ہے۔ ہم آپ کی اہمیت اور علمی مرتبت سے واقف ہیں۔ اور ہمیں مسرت ہے کہ ہم آج اس مقام پر آپ کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ جہاں عربی زبان ایک زندہ زبان کی حیثیت سے بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اور اس قرآن مجید کی زبان میں آپ کا استقبال کر رہے ہیں جس قرآن نے ہمیں اور آپ کو عربی زبان کی محبت بخشی، اس کو پڑھنے پڑھانے میں اپنی عمریں صرف کرنے کی توفیق دی۔ قرآن ہی وہ واحد اور یکتا کتاب ہے جس کے سمجھنے کے لئے ہم نے عربی زبان کو اپنایا اور جس کو حاصل کرنے کے لئے ہم سب نے اپنی زندگیاں صرف کی ہیں، دن رات ایک کر دئے۔ نوجوانی کی صبح سے پیری کی شام تک اس کی خدمت کو اپنا محبوب وطن مشغفہ بنایا، اس زبان کی اہمیت اور اسکی محبت نے ہمیں اپنی ماوری زبانوں اور ملک و وطن کی بولیوں پر اس زبان کو فوقیت دلائی۔ ہم نے اس زبان کو آگے رکھا اور اپنی مقامی زبانوں کو پیچھے اگر قرآن کریم اس زبان میں نہ آتا ہوتا اور اگر یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نہ ہوتی اور اگر عربی اور اسلامی علوم کا عظیم کتب خانہ نہ ہوتا جو دنیا کا عظیم ترین علمی سرمایہ ہے۔ اور جس کی تعمیر و ترقی میں علماء عرب و عجم دونوں نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ایک ایسا غیر عرب ملک اسکی جرات نہ کرتا کہ عربی زبان و ادب پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کرے اور عرب دنیا کے چوٹی کے ادباء و مفکرین اور محققین کو دعوت دے جب کہ اس سرزمین پر خود لسانی بنیاد پر جنگ و جدل قائم ہے اور مختلف تہذیبیں اور انواع و اقسام کے تمدن آپس میں برسہا برس کا ہیں اور جس سرزمین کے خمیر میں یہ زبان داخل نہیں ہے۔ اور نہ یہاں کی آب و ہوا سے اس کا میل ہے۔ نہ کوئی تاریخی و اقتصادی یا سیاسی تعلق ہے۔ وہاں ایسے سیمینار منعقد کرنے میں اگر قرآن کریم کا رشتہ نہ ہونا تو یقینی جھجک محسوس ہوتی۔ دوسری تہذیب کی خوشہ چینی کے طنز کا خوف ہوتا۔ ایک فضول وقتی سمجھی جاتی،

اور اگر ایسا کرتے بھی تو بہانے تلاش کئے جاتے اور تاویلیں ڈھونڈی جاتیں۔

حضرات! ادب عربی پر یہ بین الاقوامی سیمینار ایک ایسی سرزمین پر منعقد ہو رہا ہے جہاں کبھی بھی عربی زبان ملکی زبان نہیں رہی ہے۔ دفتری و سرکاری ضرورت کے لئے کبھی استعمال نہیں ہوئی اور نہ آپس کی خط و کتابت میں اس زبان کو استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ قرآن پڑھنے والے، قرآن کی زبان میں عبادت کرنے والے اور دعائیں کرنے والے اور دعائیں کرنے والے دل و جان سے اس کو عزیز رکھتے ہیں۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا کہ عربی زبان اس سرزمین کی سرکاری یا قومی زبان ہوتی، اگر ہمارے عرب بہانہ معاف کریں تو میں یہ کہوں گا کہ کچھ ذمہ داری انکی بھی تھی اگر سانی و ثقافتی بہاؤ جس نے مصر و شام و عراق کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اگر اس برصغیر کے حدود تک پہنچ جاتا اور جس طرح مشرق عربی میں اس نے اپنا مقام پیدا کر لیا اور جزیرہ عرب سے پھوٹنے والی کرنیں اسلامی ثقافت کا اجالا جس طرح اطراف و اکناف کے ممالک میں پھیلا گئیں اسی طرح اگر اوصہر بھی ان کا رخ ہوتا تو شاید آپ کو آج کسی مترجم یا ترجمان کی ضرورت نہ ہوتی۔

اگرچہ عربی زبان اس ممالک کی قومی زبان کبھی نہیں رہی ہے۔ اور عوام کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہو رہا ہے۔ پھر بھی اس برصغیر کا تعلق عربی زبان اور عربی زبان میں تالیف و تدوین سے بہت قدیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت تھی کہ صدیوں سے یہ ملک کتاب و سنت کے علوم سے وابستہ رہے۔ اور اسکی وابستگی کے سبب تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا اور شروع ہی سے دین کی دعوت دینے والوں اور اس کی خاطر قربانی کرنے والوں کے آنے کا سلسلہ قائم رہا۔ دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں عظیم محدث الربیع بن صبیح السعدی اس سرزمین پر آئے جن کے بارے میں کشف الظنون میں چلپی نے لکھا ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام کی تاریخ میں تصنیف کا کام کیا یا جیسا کہ دوسروں نے کہا ہے اسلامی علوم کا پہلا مصنف تھا۔ وہ عبد الملک بن شہاب المسمعی کے ساتھ نکلے تھے اور سرزمین ہندوستان میں وفات پائی، انہوں نے اللہ کی راہ میں شہادت کی موت پائی اور آغاز کر گئے ایک علمی زندگی کا، بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی ایک داغ بیل ان سے پڑ گئی اور آنے والی نسلوں کے لئے انہوں نے اس سرزمین پر تصنیف و تالیف کے لئے ایک تخم ڈال دیا۔ کتاب و سنت جس سے ایمانی وابستگی اور عقیدہ کا تعلق ہے اور جس کی عظمت اپنی جگہ مسلم ہے۔ برصغیر کے علماء نے صرف انہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عربی زبان و ادب پر بھی توجہ دی چنانچہ عربی زبان و ادب سے اس سرزمین کا تعلق بہت قدیم ہے۔ وہ ہمیشہ زبان و ادب کے ماہرین سے وابستہ رہے اور ان سے تعلق قائم رکھا۔ شیخ بن محمد الصغانی (متوفی ۶۵ھ) عربی لغت کے ان ماہرین میں ہیں جنہوں نے لغت نویسی کی بنیاد ڈالی وہ اسی برصغیر میں پیدا ہوئے پلے اور بڑھے اور لاہور میں اپنی تعلیم مکمل کی اور اپنے وطن سے زندگی بھر

وابستہ رہے۔ ان کے متعلق سیوطی نے لکھا: سارت بتصانیفہ الرکیان وخصم لعلمہ علماء الزمان۔ یعنی ان کی تصانیف کو قافلہ سے سفر کرتے۔

اور وقت کے تمام علماء نے اس کا لوہا مانا ہے۔ وہ عربی زبان کے علم بردار تھے۔ الذہبی نے لکھا ہے کہ لغت کے معاملہ میں وہ جمع تھے۔ دمیاطی نے لکھا ہے کہ وہ لغت، فقہ اور حدیث میں امام وقت تھے۔ ان کی تصانیف میں العیاب الزاخر۔ لغت کی کتاب ہے جو ۲۰ جلدوں میں ہے۔ اس کے علاوہ دوسری تصانیف ہیں۔ مجمع البحرین فی اللغۃ اور النوادر فی اللغۃ والترکیب اور دوسری کتابیں بھی ہیں جس میں حیوانات کے اسماء جمع کئے ہیں اور نحو میں بھی ان کی تصانیف ہیں۔

علماء ہند کا عربی زبان وادب سے تعلق صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ اور یہ تعلق کسی ایک موضوع کا پابند اور جامد نہیں رہا ہے جیسے وہ ہمیشہ لغت ہی کی کتابیں مرتب کرتے رہے ہوتے اور فرہنگیں لکھنا ہی ان کا کام ہوتا۔ بلکہ دوسرے میدانوں میں ان کی ذہانت اور ان کے طبائع کا جوش اور ذہنی اچھ نایاں ہے۔ اور عربی زبان میں ان کی خدمات ایسی ہیں جن کی پورے عالم اسلام میں مثال نہیں مل سکتی مثلاً علامہ محمد طاہر بیہقی (متوفی ۱۹۶۹ء) کی کتاب مجمع بحار الانوار چار ضخیم جلدوں میں ہے جس میں حدیث نبوی کے الفاظ کی تحقیق ہے۔ علامہ سید عبدالحی حسنی نے اپنی کتاب نزہۃ الخواطر میں اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

”مؤلف نے اس کتاب میں حدیث کے تمام مشکل الفاظ جمع کر دیے ہیں۔ اہل علم اس کے اعتراف اور

اس کی قدر دانی پر ایک زبان ہیں۔ انہوں نے یہ کارنامہ انجام دے کر اہل علم پر بڑا احسان کیا ہے۔“
علماء اسلام کی خدمات الفاظ حدیث کی شرح میں کافی ہیں۔ جیسا کہ علم حدیث سے شغف رکھنے والے علماء کو معلوم ہے۔ لیکن حدیث پڑھانے والے اساتذہ جانتے ہیں اور جن کو فن میں رسوخ حاصل ہے۔ اور جو تدریس کے وقت عملی دشواریوں سے گذرتے ہیں کہ یہ کتاب کس درجہ کی ہے۔ اور مصنف کی نظر حدیث پر کتنی وسیع تھی اور انہوں نے کس درجہ اس کام پر عرق ریزی کی ہوگی۔

اہل نظر جانتے ہیں اور جن کو پڑھانے یا تصنیف و تالیف کا تجربہ ہے۔ وہ واقف ہیں کہ علمی اصطلاحات کس درجہ نازک علم ہے۔ اصطلاحات کی تشریح اور ان کے مفہوم کا تعین، بات کی تہہ اور لب لباب کو بنانا بڑا نازک ترین کام ہے۔ مصطلحات کی تشریح کرنے والے کی ذمہ داری فضائی و بحری جہازوں کے راستہ بتانے والے نقشوں سے کم درجہ کی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ذرا بھی غلطی ہو تو بحری جہاز ڈوب سکتا ہے۔ اور فضائی جہاز خاکستر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح فن کو سمجھنے میں اصطلاح کی ذرا سی بھی غلطی پڑھنے والے کو جہل کی تاریکی میں بھٹکا کر چھوڑ سکتی ہے۔ علماء ہند کی بلند ہمتی کہتے یا ان کی خود اعتمادی کا نتیجہ یا عرب لٹریچر پر ان کے رسوخ اور اعتماد کا مظہر کہ انہوں

نے اس نازک ترین موضوع کو اپنی تالیف کا میدان بنایا۔ اس موضوع پر علماء ہند کی وہ خدمات ہیں جنہیں بعد کے تمام مصنفین نے۔۔۔۔۔ اپنا مرجع تسلیم کیا ہے۔ شیخ عبدالعزیز احمد نگری نے اپنی کتاب جامع العلوم جو ”دستور العلماء“ کے نام سے مشہور ہے اور چار جلدوں میں ہے۔ شیخ محمد اعلیٰ کھٹانوی (یہ دونوں بارہویں صدی کے علماء میں سے ہیں) اپنی کتاب کشف اصطلاحات الفنون کے ذریعہ تمام علمی و ادبی دنیا سے خراج حسین وصول کیا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہزاروں صفحات کی ورق گردانی اور سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنی معلومات کا پچوڑ اور اپنے علوم کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے جیسے شہد کی مکھی مختلف باغوں کے پھول پھل کو چوس کر شہد خالص تیار کر دے، علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی جو مرتضیٰ زبیدی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے لغت نویسی کے فن کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا۔ ان کی کتاب تاج العروس فی شرح القاموس میں ضخیم جلدوں میں واقع ہے۔ اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ دنیا کی کسی زندہ زبان میں ایسی لغت نہیں پائی جاتی جو اتنی باریک بینی اور اس درجہ تحقیق کے ساتھ تیار کی گئی ہو۔ یہ درحقیقت لسانی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مرتضیٰ زبیدی ہندوستان ہی کے ایک شہر میں پیدا ہوئے اور وہ شہر اس جگہ سے بہت زیادہ دور نہیں ہے۔ جہاں آج ہم اور آپ جمع ہیں۔ بلگرام بہت سے ادباء شعراء اور مؤرخوں کا شہر رہا ہے جن میں سرفہرست مولانا غلام علی بلگرامی کا نام آتا ہے۔ جو عربی کے نبض شناس ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے۔ عربی میں ان کے سات دیوان ہیں۔ انہوں نے فن عروض میں اضافے کئے ہیں۔ نازک بیانی تلاش۔ خیال آفرینی میں ان کا جواب نہیں۔ تاج العروس کا جہاں تک تعلق ہے، وہ علمی دنیا کی شہرہ آفاق رکھنے والی کتاب ہے۔ اس کے نقل کرنے اور اسکی ایک کاپی حاصل کرنے میں سلاطین وقت اور شاہان عالم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

ادب عربی کی تاریخ میں ایک بات جو ذکر کے لائق ہے۔ اور کاروان ادب کے راہ رواں اسکی منزل بمنزل پیش قدمی کا جائزہ لینے والوں کے لئے نوٹس لینا ضروری ہے۔ کہ ہندوستان فارسی ادب و ثقافت کے زیر اثر رہ چکا ہے۔ اور فارسی عربی زبان و ادب کے خانہ کرم کا ایک خوشہ چھیں تھا۔ اس نے اپنی مختلف زبانوں میں ایسے افراد پیدا کئے جنہوں نے ادب میں روایتی طرز بیان سے بلند ہو کر اپنا اسلوب متعارف کرایا، روایتی ادب ایک زمانہ میں پوری عرب دنیا پر چھایا ہوا تھا، مقامات حریری جب ادبی اسٹیج پر سامنے آیا اور ابوزید السروجی نام کا ایک کردار ہر وہیمہ کی شکل میں نمایاں ہوا وہ ایک ادبی معیار بن گیا جسکی انشاء و تحریر میں تقلید کی جاتی تھی۔ اس کا اثر طبائع پر اور ادبی تحریروں میں اسی طرح رچ گیا تھا جیسے موسم کا اثر نباتات پر یا دبا کا اثر جام انسان پر پڑتا ہے۔ اور جس کے اثر سے نہ کمزور محفوظ رہتا ہے نہ مضبوط، نہ بیمار نہ تندرست، عالم عرب بلکہ

مالم اسلام پر طرزِ حریری کا ایک بادل چھایا ہوا تھا۔ لیکن اسی زمانہ میں عربی افق بعید یعنی ہندوستان میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جیسے اندھیری رات میں جگنو ہوں انہوں نے سلامت طبع اور نکر بلند اور فطری ذوق کا ثبوت دیا۔ ہندوستان میں جو روایتی اسلوب سے انحراف کرتے ہوئے صحیح زبان کی خدمت اور ذوق کی پرورش کا یہ انداز ایک ادبی بدعت سے کم نہ تھا۔ کیونکہ اس دھارے کے خلاف تھا جو عالم عربی کے شرق و غرب میں بہ رہا تھا۔ یہ بات قابلِ غور ہے اور اس لائق ہے کہ علمی تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔

ان چند افراد میں جو غیر مقنع شریں لکھتے تھے اور ان کی تحریر آمد اور روانی ہے۔ وہ وقت کے خلاف قافیہ آرائی اور تصنع سے بلند تھے۔ ان میں ہم علامہ محمد بن جون پوری کا نام لے سکتے ہیں جو اسی شہر کے ایک صوبہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۰۶۲ء میں وفات پائی جن کی کتاب "الفوائد شرح الفوائد" ہے۔

اگرچہ ہندوستان کو اس معاملہ میں سبقت نہیں حاصل ہے کہ صنائع و بدائع کے فنون سے آراستہ عبارت آرائی اور قافیہ بندی کے بندھنوں سے آزاد ہونے والوں میں اس کا پہلا نام ہوتا اور وہ لوگ جو طبیعت کی آمد اور مزاج کے فطری بہاؤ کے مطابق لکھتے ہیں۔ ان کے درمیان اولیت اسے حاصل ہوتی، اس اولیت کا شرف تو علامہ ابن خلدون کو حاصل ہے جو بلاشبہ علامہ وقت اور فلسفہ تاریخ کے امام تھے جن کے مقدمہ کے تاریخ نے عقل و ذوق کی قیادت کی ہے۔ اور علمی تحقیق کا اسلوب نکالا ہے۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ ہندوستان میں کوئی صاحبِ علم و فکر ادیب نہ پیدا ہوا ہو جس نے ابن خلدون کی طرح تصنع سے بری طرزِ تحریر ایجاد نہ کیا ہو شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۶۹ھ) نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں فکر کے ساتھ اور اپنے انوکھے مضمون اور امر از شریعت کی وضاحت ایسے اسلوب میں کی ہے جس پر روایتی ادب و انشاء کی کوئی چھاپ نہیں ہے۔ بے روح قافیہ آفرینی اور حریری کی لاٹھالی تقلید کی بجائے انہوں نے اپنا عالمانہ اسلوب پیدا کیا جو زبان کی پاکیزگی اور سلامت ذوق کا اسی طرح نمائندہ ہے جس طرح نکر بلند اور علم وسیع کا، حجۃ اللہ البالغۃ کا وہ باب جس کا عنوان ہے۔ المذنیۃ العجمیۃ عند بعثۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عجمی تمدن یہ باب اپنی سادگی، سلاست، روانی اور جوش میں بے نظیر ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کے بعد اس باب کو پڑھیے اور زبان کی شیرینی اور علم کی فراوانی کو دیکھئے تو اعتراف کے بغیر پارہ کار نظر نہیں آئے گا۔

شاہ صاحب کے بعد بھی سرزمین ہند میں متعدد علماء اور اہل قلم پیدا ہوئے جو سوانح نگاری اور تاریخ نویسی میں ممتاز ہوئے اور ان کی تحریریں ان کے معاصرین سے مختلف تھیں جو عرب ممالک میں تھے، ان کی تحریروں میں سادگی اور شیرینی، سلاست و قوت کا عنصر نمایاں ہے۔ ان میں خاص طور پر قابلِ ذکر علامہ محسن ابن یحییٰ ہیں جنکی کتاب البالیح الجنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی۔ ہے اور جس کے اندر خالص عربیت کی روح جھلکتی ہے۔ اور

انداز بیان بہت شگفتہ ہے۔ اور ایک باہر فن ادبی صلاحیت کا نمونہ ہے۔ علامہ ہند نواب سید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (متوفی ۱۲۰۷ھ) اور مورخ کبیر علامہ سید عبدالحی حسنی صاحب نزہۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والناظر جو آٹھ جلدوں میں ہے۔ (وفات ۱۳۳۱ھ) کے نام اس ضمن میں آتے ہیں۔

اس موقع پر مجھے اجازت دیجئے کہ ندوہ جشن ۸۵ سالہ کے موقع پر جو میں نے عرض کیا تھا اسکی چند سطر یہاں پر دہراؤں (یہ جشن ۲۵ سے ۲۸ شوال تک ۱۳۹۵ھ میں منعقد ہوا تھا)۔

علماء ہند کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر ہند میں ادبی تحریک کی قیادت کی ہے۔ اور زبان و ادب کے ستون مانے گئے ہیں جن پر ادب کا قلعہ قائم ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اسلوب کا مالک ہے اور اپنے مقلدین کی ایک جماعت رکھتا ہے۔ اور بہت سے ان میں ایسے تھے جنہوں نے تحریر و النشاء شعر و ادب نقد و بیان میں اپنی راہ خود نکالی اور طرز نو کے موجد سمجھے گئے اور آج تک ان کی کتابیں اپنے اپنے موضوع پر مرجع و ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہاں علماء اور ارباب کے درمیان وہ خلیج نہیں ہے اور جہاں ادب کی ذمہ داری غیر علماء کے ہاتھوں میں ہے۔ اور یہ وہ طبقہ ہے۔ جو شعر و ادب کی میراث سنبھالے ہوئے ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جس کو اس سے سروکار نہیں اسکو صرف علوم شرعیات سے تعلق ہے۔ اس تفریق نے دین و ادب دونوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ ندوۃ العلماء کا یہ ادارہ جہاں آپ اس وقت جمع ہیں۔ ان سرخیل اداروں میں ہے۔ جہاں سے پہلی مرتبہ یہ آواز اٹھی کہ دین و ادب کی شاہراہیں الگ الگ نہیں ہیں اس نے دونوں گروہوں کو ایک ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ یعنی دعوت و تبلیغ دینی کا گروہ اور ادیبوں، النشاء اللہ پروازوں، تاریخ و تنقید کے دانشوروں کا گروہ۔ ندوہ نے ادب کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کیا، اور اسکی تقسیم کو ختم کرنے اور دونوں کو ایک ساتھ چلنے کی دعوت ندوہ کے ایک ذمہ دار نے جس وضاحت سے پیش کی تھی اس کا ایک نمونہ میں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

وہ ادب جس کو تقلید اور روایت سے سب سے زیادہ انکار اور لکیر کا نقیر بننے سے سب سے زیادہ غار ہونا چاہئے تھا۔ اور جس کے خمیر و مرشست میں جدت و جرأت، ذہانت، ذوق و جمال اور ادب کی زبان میں "حسن پرستی" اور جس کو بلبل کی طرح ہر گل کا شیدا اور منظر جمال و کمال کا شیفتہ و فریفتہ ہونا چاہئے۔ اکثر موقعوں پر روایت، تعصب کا شکار اور رسم و رواج گرفتار نظر آتا ہے۔ ادب و النشاء کی جو تعریف استاد اول نے کر دی۔ اور اس کے جو حدود و خطوط کھینچ وئے بہت کم ادیبوں اور نقادوں کو ان سے سرتابی کرنے اور اس کے دائرہ سے باہر قدم رکھنے کی جرأت ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہر بعد میں آنے والا اپنے پیش رو کے قدم پر قدم رکھتا ہوا اپنا سفر طے کرتا ہے۔ اور ادبی نمونوں کے ذخیروں میں کسی اضافہ، کسی تغیر اور کسی ترمیم کی جرأت نہیں کرتا، ادب و النشاء

کی چند مثال شخصیتیں منتخب کر لی جاتی ہیں اور ہر آنے والا اسی سبق کو دہراتا ہے۔ اقبال کا یہ مصرعہ اس دبستان ادب پر بھی پوری طرح صادق آتا ہے۔

کند مکتب رہ طے کردہ راطے

ندوہ نے پہلی مرتبہ عربی ادب کے خزانوں کو از سر نو کھنگالنے اور اس کا علمی جائزہ لینے کی دعوت دی کہ اس کے علمی جائزہ لینے کی دعوت دی کہ اس کے سینہ سے وہ موتی نکالے جائیں جو دین و ادب کے ایزانوں کو سجانے اور اس کی زینت کا باعث بنیں، اور ادب کے شہ پارے ان جگہوں سے نکالے جہاں عام طور پر ادب و انشاء کی تلاش نہیں کی جاتی اور اسی کو بنیاد بنا کر اپنا نصاب تعلیم تجویز کیا جس نے دین و ادب کو شیر و شکر کر دیا اور دین کے ساتھ ادب اور ادب کے ساتھ دین دونوں میں بیک وقت رسوخ حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ اس نصاب نے عربی زبان و ادب کی قوت اور ہمہ گیری پر یقین میں اضافہ کیا اور طالب علم کے اندر چھپی ہوئی ادبی صلاحیت کو ابھارے اور ذوق کو بلا دینے کی صلاحیت پیدا کی اور یہ بتایا کہ عربی ادب میں یہ قوت ہے کہ وہ تمام بدلتے ہوئے حالات میں ضروریات کا ساتھ دے سکتا ہے۔

یہی وہ اسباب و عوامل تھے جن کی بناء پر ندوہ نے اس علمی مذاکرہ کے منعقد کرنے کی دعوت دی اور عالم اسلام کے ان مفکرین اور ادباء کو دعوت دی جو عہد حاضر میں عربی ادب کے تسلیم شدہ ماہرین اور تربیت و تعلیم کے میدان میں جنگی راہیں علی وزن رکھتی ہیں۔ الحمد للہ کہ انہوں نے جس فراخ دلی اور مسرت سے اس دعوت کو قبول کیا اور اس مذاکرہ میں شرکت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے اور سفر کی مشقتیں برداشت کر کے تشریف لائے وہ دعوت دینے والوں کے اخلاص اور دعوت قبول کرنے والوں کے ذوق و فکر کی دلیل ہے۔

ہم آنے والے مہانوں کا پر خلوص خیر مقدم کرتے ہیں اور ان اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس وقت ہمارے درمیان تشریف رکھتے ہیں۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔

رات کی راحت

فون ۳۰۲۰

راحت دین

نیوکاموائے انڈسٹریز۔ سال انڈسٹریز اسٹیٹ جی ٹی دووہ گجرات

۳۴۶۸ رہائش

دن کا چین

ٹیل سیٹنگ . پیڈ سٹل

ایگزاسٹ

جہادِ افغانستان

مجاہدین اور فضلاء دارالعلوم حقانیہ کی سرگرمیاں

مخاڑ جنگ سے بھیجی گئی خصوصی رپورٹیں

★ حضرت مولانا حضرت نور حقانی فاضل حقانیہ علاقہ خوست گورنر کی مقتدر شخصیت ہیں۔ خود بھی میدان کارزار میں روسی سامراج کے خلاف افغانستان میں مصروف جہاد میں۔ اور اپنے متعلقین و معتقدین کو بھی جہاد کی ترغیب دیتے ہیں۔ ہزاروں مجاہدین آپ کی ترغیب و تحریک کی وجہ سے دہریہ حکومت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ ان کی سرپرستی میں طالب علموں کی ایک جماعت نے بوری خیل گاؤں کے قریب دشمن کی دو بکتر بند گاڑیاں اڑا دیں۔ مجاہدین بخیریت اپنے مرکز کو لوٹ آئے۔ پھر دوسرے حملے میں قلعہ باد بوری خیل میں دشمن کی مزید بکتر بند گاڑیاں اڑا دیں اس مخاڑ پر مولانا موصوف کی مساعی سے عمل جہاد روز افزوں ہے۔

★ مولانا نجیب نورا اپنے علاقہ کی ممتاز شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ مرکز علاقہ خوست پکتیا کے وزیر قبائل کے امیر ہیں۔ اور مخاڑ جنگ کے انچارج بھی۔ وہ اپنے مراسلہ میں رقم طراز ہیں کہ نور محمد ترمکی کے انقلاب سے لے کر آج تک میں مخاڑ جنگ پر ہوں۔ حکومت ہماری سرگرمیوں سے سخت مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے۔ ہمارے مرکز پر قبضہ کرنے کے لئے کئی دفعہ خلیقوں نے زوردار حملہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن تاہنوز انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ ایک حملے میں مجاہدین نے ان کے تین ٹینک اور دو ہیلی کاپٹر مار گرائے۔ مجاہدین میں سے چھ افراد زخمی ہوئے اور صرف ایک نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ مراسلہ بھی مرکز ناری میراں شاہ سے مولوی نور اللہ خاں مجاہد نے بھیجا ہے۔

★ حاج مولوی عبدالحلیم صاحب حقانی جو صوبہ غزنی کے دلایت مقرر علاقہ آب پند کے امیر ہیں۔ انہوں نے اس گروہ میں شامل مجاہدین کے کارنامے اور وقائع ارسال کئے ہیں۔

گذشتہ دنوں دہریہ اور کمیونسٹ حکومت کی جانب سے علاقہ داری آب بند پر دو ہزار فوج۔ پانچ سو ٹینک اور سولہ طیاروں نے حملہ کیا۔ ان کے مقابلہ میں مجاہدین صرف ڈیڑھ سو تھے۔ مقابلہ مسلسل تین روز تک جاری رہا اس دوران ۷۷۲ کمیونسٹ مارے گئے۔ نیز دو گاڑیاں اور دو ٹینک بھی تباہ کئے اور مجاہدین میں سے صرف

اکیس افراد نے جام شہادت نوش کیا۔

اسی طرح دوسرے حملے میں دشمن کے چار سو ٹینکوں اور دس طیاروں نے حصہ لیا۔ اس حملے میں صرف ایک مجاہد شہید اور دو زخمی ہوئے۔ دشمن کے دس افراد مارے گئے اور ایک گاڑی بیکار کر دی گئی۔

تیسرے حملے میں مجاہدین کی تعداد صرف پچاس تھی۔ ان کے مقابلہ میں پانچ سو کمپوننسٹ خلق فوجی تھے جن کے پاس بیس ٹینک بھی تھے۔ مجاہدین میں سے صرف پانچ افراد شہادت پر فائز الہرام ہوئے اور دشمن کے ساٹھ افراد مارے گئے۔ ایک گاڑی اور ایک ٹینک بھی تباہ کر دیا گیا۔

چوتھے حملے میں مجاہدین نے بیس خلیقوں کو واصل جہنم کیا اور ایک گاڑی بھی تباہ کر دی گئی۔ مجاہدین بفضلہ تعالیٰ خیریت سے رہے۔

پانچویں حملے میں مجاہدین نے حکومت کے آٹھ کاندوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور مجاہدین کے ہاتھ ایک بندوق ایک مشین گن اور بیس بم مال غنیمت میں آئے۔

چھٹے حملے میں مجاہدین نے نو دہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور مجاہدین سب کے سب محفوظ و مامون رہے۔ ساتویں اور آٹھویں حملے میں ۶ خلقی واصل جہنم ہوئے۔ دو گاڑیاں مال غنیمت میں آئیں۔ دشمن کا ایک ٹینک ناکارہ بنا دیا گیا اور مجاہدین میں سے صرف ایک مجاہد زخمی ہوا۔

مولوی گل محمد صاحب ۱ صوبہ غزنی میں جہہ خوگانی کے امیر مولوی گل محمد صاحب ہیں۔ یہ جہہ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کی زیر قیادت جہاد میں مصروف ہے۔ اس جہہ سے ۶-۷ افراد مجاہدین غزنی کے ایک ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ہسپتال کے ایک کمرہ میں ۹ روسی اور دوسرے ملحقہ کمروں میں بھی ۸ روسی اور خلقی تھے۔ مجاہدین نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور امیر جہہ کے پاس لے گئے۔ چھ خلیقوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اسی جہہ میں دو سو فوجی اور چودہ ٹینک تباہ کئے۔ اور مال غنیمت میں ایک سو بیس کلاشنکوف (سٹین گن) مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔

مولانا عبدالرزاق حقانی | مولانا حافظ عبدالرزاق حقانی متعلم دارالعلوم حقانی جو کہ ابھی کئی ماہ کی جنگ کے بعد میدان جہاد سے واپس آئے ہیں انہوں نے بتایا کہ مارچ کو مجاہدین اور افغان خلقی حکومت کے درمیان ایک پہاڑی مقام جس کا نام ترغزی ہے، مقابلہ ہوا۔ حکومت کے بارہ آدمی اس لڑائی میں کام آئے۔ اور ایک چھوٹی توپ جیسے یہ لوگ الموان کہتے ہیں اور ایک بہت بھاری مشین دوزنک مار کرنے والی تباہ ہوئیں۔ یہاں برف باری کے باعث نہ تو کہیں بیٹھنے کی جگہ اور نہ کہیں نماز پڑھنے کا انتہام۔ اور نہ ایسا کوئی ناچہ تھا جس میں مجاہدین بیٹھ کر کھانا کھا سکیں اس کے باوجود مجاہدین روحانی طور پر مطمئن تھے۔ دوسری لڑائی پھر اسی مقام پر ہوئی۔ جس میں امیر مجاہدین جناب البرخان صاحب اور ایک مجاہد میدان گل نے جام شہادت نوش کیا۔ حکومت کے بھی چار آدمی مارے گئے۔

تیسری لڑائی بھی کچھ اس طرح سے ہوئی کہ مجاہدین کے پاس نہ اسلحہ تھا اور نہ کوئی دیگر سامان۔ صرف ایک پرانی زنگ آلود توپ تھی۔ لیکن اللہ نے اس توپ سے جو کام لینا تھا وہ لیا۔ بندہ خود اسے لود کرتا اور ماہر نشانہ باز رشید اسے چلاتا تھا۔ ہمارے پاس گولے بھی کم تھے۔ ہمارے ایک گولہ کے جواب میں اکیس گولے آتے۔ تین دن تک مسلسل لڑائی رہی۔ مجاہدین میں سے صرف ایک آدمی شہید ہوا۔ اس کے مقابلے میں افغان حکومت کے دو ٹینک۔ دو بکتر بند گاڑیاں ایک موٹر۔ ایک بڑی توپ ایک الموان توپ دو زنگ مارکنے والی بھاری مشینیں تباہ ہوئیں۔ اور دشمن کے ۱۱ آدمی مارے گئے۔ مجاہدین کے ہاتھوں دشمن نرغے میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ مجاہدین سرخ سامراج کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر دم لیں گے۔

مولوی عبدالرزاق اس جنگ میں مسلمانوں کی بے سرو سامانی، مگر جذبہ جہاد میں محسوس ہونے کے نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں کہ اس جنگ میں ہمارے کھانے پینے کی حالت بڑی خراب تھی۔ روٹی پکانے کے لئے تو آٹا نہ تھا۔ آٹا پتھروں پر گوندہ کر آگ میں دبا دیتے۔ آدھی بجی آدھی کچی کھا کر لڑتے۔ رات کو سردی میں ٹھٹھرتے اور نیند نہ آتی پھر بھی وہ لطف نصیب ہوتا جیسے ہم جنت کے باغوں میں سو رہے ہیں۔ اردگرد دشمن کے توپ خانے گولے برساتے جس سے پتھر اڑا کر ہم پر گرتے۔ مگر ڈر کی کوئی بات بھی عکس نہ ہوتی۔ رات کی تاریکی میں جب کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھانی نہ دیتا مگر ہم سفر جاری رکھتے ایسے شوار گزار راستوں پر چلتے کہ اگر ذرا بھی قدم لڑکھڑایا تو زندہ بچنا محال تھا۔ مگر ہر قدم اللہ کی مدد سے ٹھیک جگہ پر پڑتا۔ دشمن کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہزاروں گولے ان کے ضائع ہوتے اور مجاہدین پر و انوں کی طرح پھرتے اور دشمن کو شکست ہوتی تھی۔

مولوی عبداللہ پور۔ مولوی محمد ہاشم حقانی محاذ جنگ سے اپنے مراسلوں میں لکھتے ہیں۔

گذشتہ ماہ ربیع الثانی میں پکتیا علاقہ خوست چھاؤنی کے نزدیک ایک روسی قافلہ پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک فوجی موٹر اور جیب پر قبضہ کر لیا۔ اس میں دس فوجی تسلیم کر لئے گئے۔ اور مجاہدین بھی دس ہی تھے۔ مجاہدین نے تسلیم شدہ فوجیوں کو مرکز ناری پہنچایا۔ یہ لڑائی حکم مولانا مجیب نور صاحب عمل میں لائی گئی تھی۔ پکتیا علاقہ خوست مرکز ناری جو زیر قیادت مولانا مجیب نور صاحب کام کر رہا ہے اس مرکز کے مجاہدین نے موضع لاکٹر کے قریب روسی فوج پر حملہ کیا۔ دو دن آمنے سامنے لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے بمباریاں اور ٹینکوں سے حملہ کیا۔ اس میں تین ٹینک۔ پانچ افراد اور چند مشین گنوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ ٹینک تو وہیں خراب ہو گئے اور مجاہدین میں سے چھ افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ اور چار شدید زخمی ہوئے۔ اس لڑائی میں ۱۰۰ فوجی ہلا کر دیئے گئے۔

علاقہ خوست میں ایک گاؤں جو کہ خلیقوں کا گڑھ تھا اور آئے دن مجاہدین کو تنگ کرتے تھے، امیر مجاہدین

جناب مولانا عجب نور صاحب کے حکم سے اس گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ اس جنگ میں ایک بھاری توپ جو خلقی استعمال کر رہے تھے گھر گھر لٹائی جا رہی رہی۔ طیاروں کی بمباری سے ایک مجاہد زخمی ہوا۔ بعد میں تمام علاقہ کے مسلمانوں نے امیر موصوف کے ہاں پناہ لی۔ اس لڑائی میں خلقیوں کا ایک عظیم سرخندہ ہلاک کر دیا گیا۔

دوسرے علاقہ خوست سے بڑی تعداد میں لوگوں نے میراں شاہ مرکز ناری کی طرف ہجرت کی۔

اسی طرح ایک اور لڑائی میں ۶ گھنٹے مسلسل جنگ رہی اور مجاہدین نے دو بڑے مورچے چھین لئے۔ سامان بھی کافی ہاتھ آیا۔ مجاہدین میں ایک ڈاکٹر اور چار طلباء مولوی صابر جان، مولوی عزیزا مہر خان، مولوی نیک خوں اور ایک صاحب غلام خان زخمی ہو گئے۔

مولوی مولانا جان حقانی | ولایت پکتیا میں دارالعلوم حقانیہ کے نڈر جبری اور بہادر جرنیل مولانا جلال الدین حقانی

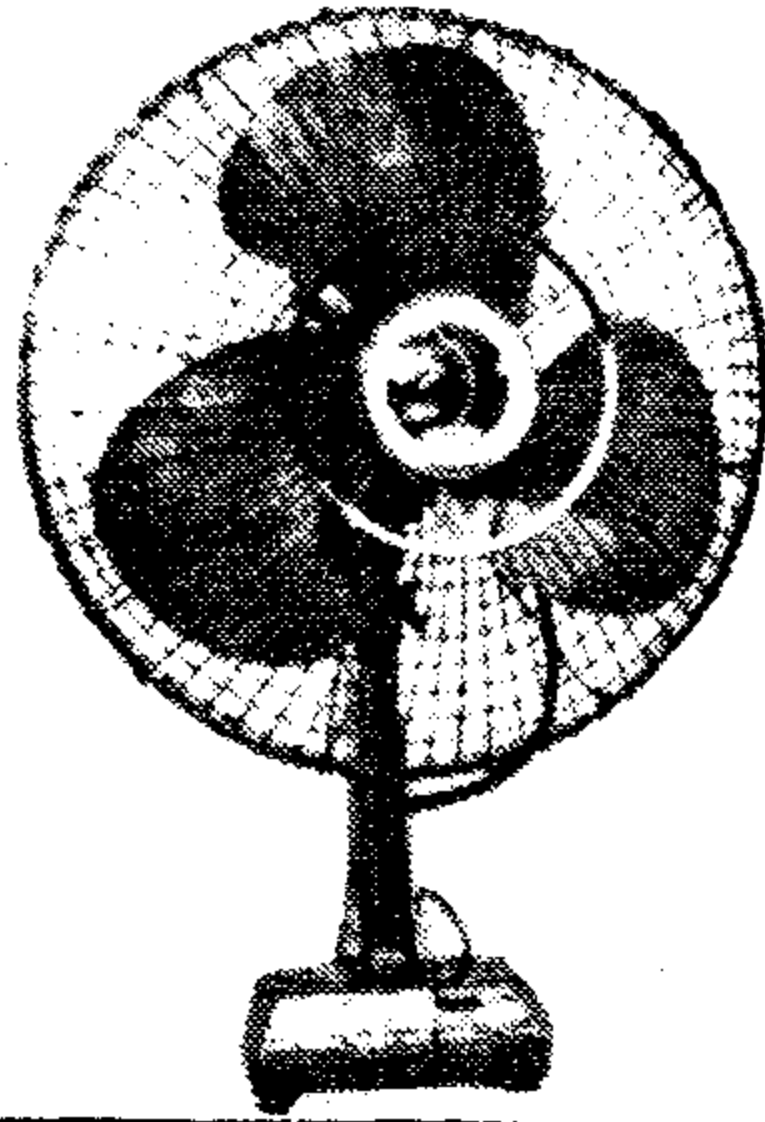
امیر حبیب اسلامی کے حلقہ امارات میں مورخہ ۱۰ اپریل کو مولوی مولانا جان حقانی جو ۱۹۷۸ء میں حقانیہ سے فارغ ہوئے ان کا محاذ ارگون ہے وہ کابل خیل قوم پیلپی کے امیر ہیں۔ کی قیادت میں مقام لوڑہ جو کہ دتہ خیل سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ جگہ جغرافیائی اعتبار سے پاکستان کی سرحد کے ساتھ متصل ہے۔ روسی ایجنٹوں اور مجاہدین کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ تاکڑ نامی شخص نے جو کہ روسی ایجنٹ تھا اس نے اپنے گھر کے قریب روسیوں کو ہوائی اڈہ کے لئے جگہ دی۔ جس پر روسی روزانہ ہیلی کاپٹر اتارتے تھے۔ قوم کے لئے یہ مسئلہ ناقابل برداشت تھا۔ لہذا اس کی روک تھام کے لئے قوم نے مولوی مولانا جان صاحب حقانی جو دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر اور ہونہار فاضل ہیں کو منتخب کیا۔ حمل کے ۲۲ کو جمعہ کی رات تقریباً گیارہ بجے مجاہدین تاکڑ پر حملہ آور ہوئے۔ تقریباً تین گھنٹے کے اندر اندر روسی سچھوڑوں پر قبضہ کر لیا۔ صبح کو مجاہدین نے اسلامی پرچم اہرا دیا۔ تاکڑ اور اس کے حامی گھروں پر گولیاں برسائیں۔ اٹڈاکبر کے نعروں سے کہانیہ کے فوجی بھاگ گئے۔ اور ساٹھ گیارہ بجے دن کے قریب مجاہدین نے ان روسی ایجنٹوں کے گھروں پر قبضہ کر لیا۔ جن سے ۲۲ صندوق کارٹوس، پندرہ صندوق گرنیڈ، چالیس بوری چینی اور آٹھ چھ توپ بڑا کر لیں۔ دیریں آٹھ ایک مجاہد لطیف الرحمان نے جام شہادت نوش کیا۔ اور ایک مجاہد شہید زخمی ہوا۔ جو پشاور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ تین پرچیوں کو مجاہدین نے زندہ گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد مجاہدین نے روسی گماشتوں کے گھروں کو آگ لگا دی۔ اور ان کی آگ میں وہ خاک تر کر دئے گئے۔ اور اس دفتر پر جو یہ ایجنٹ استعمال کر رہے تھے۔ اس پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ جن غدار ملکوں نے ان ایجنٹوں کے ساتھ وفاداری کے دستخط کر رکھے تھے۔ وہ اب مولوی مولانا جان صاحب حقانی صاحب کے پاس آ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جبراً دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اب وہ تمام مولوی مولانا جان حقانی کے ساتھ ہیں اور مولانا صاحب ارگون میں برس رہے ہیں۔

یونس فین

میلنگ

نفالوں سے ہوشیار

Yunas
FANS



یونس بینکھے

سینگل — ٹیبل — پیڈسٹل
یونس بینکھے خریدتے وقت ہمارا ٹریڈ مارک دیکھ لیا کریں

یونس پیڈسٹل ورکس جی ٹی روڈ گجران
فون 4823

ڈیلر: سکرپٹرز جنرل مہر چنپ۔ صوابی روڈ بہانگیرہ || ڈیلر: محمد الیکٹرک سٹور صدر بازار نوشہرہ فون ۵۰۶

فون ۱۱۵۶۵

Gapri

کیسری پنکھے * گارنٹی شدہ * جسید ڈیزائن

تیار کردہ

اقبال انڈسٹریز (رجسٹرڈ) جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

حضرت مولانا محمد طاسین صاحب کراچی

بلا سود بنکاری اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر ایک نظر نفع و نقصان میں شرکت کا معاملہ اور اس کی شرعی حیثیت

بلا سود بنکاری پر اسلامی نظریاتی کونسل کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کے متعلق خود کونسل کے ایک ممتاز رکن مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے ایک مضمون میں جو متعدد رسائل و اخبارات میں شائع ہو چکا ہے لکھا ہے۔

”آخر میں ہم ملک کے ان علماء سے جو خاص طور پر فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں یہ گزارش کرتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو رپورٹ غیر سود بنکاری کے سلسلہ میں شائع کی ہے۔ اس کا بنظر غائر مطالعہ فرما کر اس کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیں۔ ظاہر ہے کہ یہ رپورٹ اس معاملے میں حریف آخر نہیں ہے۔ اس میں اب بھی علمی و فقہی خامیاں ہو سکتی ہیں۔ اس لئے یہ علماء کا فریضہ ہے کہ اس کا جائزہ لے کر ضروری ہو تو اس میں اصلاحات تجویز فرمائیں۔“

کونسل کے چیئرمین محترم جناب جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب نے زراہ کرم رپورٹ کی ایک کاپی مجھے بھی عنایت فرمائی۔ لہذا مجھے اس کا بغور مطالعہ کرنے اور اس کے مندرجات و مشتملات کا شرعی نقطہ نظر سے تحقیقی جائزہ لینے کا موقع ملا۔ اس سے جو باتیں میرے علم میں آئیں اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے پیش نظر دینی و ملی فریضہ سمجھا کہ ان کو تحریری شکل میں پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ مضمون اسی فریضہ کے ادا کرنے کی معمولی سی کوشش ہے۔ اللہ کرے مفید ثابت ہو۔

اس مضمون میں میرا مقصد ان تمام امور و معاملات سے تفصیلی بحث کرنا نہیں جو ماہرین اقتصادیات کے پینل نے اس رپورٹ میں سود کے متبادل تجویز فرمائے ہیں۔ اور جن میں کچھ کو خود کونسل کے علماء کرام نے بھی مستحسن و پسندیدہ نہیں قرار دیا۔ بلکہ میرا مقصد ایک معاملہ کے متعلق تفصیلی اور باقی معاملات کے بارے میں اجمالی طور پر کچھ عرض کرنا ہے۔ اس ایک معاملے سے میری مراد نفع و نقصان میں شرکت کا معاملہ ہے جس کو سود کا نعم البدل

اور ایک مثالی معاملہ کہا گیا اور جو اس رپورٹ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

اس رپورٹ میں نفع و نقصان میں شرکت کے معاملہ کو جس شکل میں پیش کیا گیا ہے اس شکل کے لحاظ سے یہ معاملہ اپنی قسم کا ایک نیا اور انوکھا معاملہ ہے جس کا گذشتہ چودہ سو سالہ فقہی لٹریچر میں کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ گویا یہ پندرھویں صدی ہجری کا خاص تحفہ ہے جو مسلمانان پاکستان کو ملا۔

اس معاملے کو میں نے اپنی قسم کا نیا اور انوکھا معاملہ اس لئے کہا ہے کہ یہ اپنی بناوٹ و ساخت اور ماہیت و حقیقت کے اعتبار سے نہ مضاربت کا معاملہ ہے اور نہ شرکت کا معاملہ جن کا قرآن، حدیث اور فقہ میں ذکر اور جن کی شرعی حیثیت معلوم اور متعین ہے۔ مضاربت کا معاملہ یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں کام کرنے والے فریق کو نقصان میں بھی نہ یک ٹھہرایا گیا ہے۔ جب کہ مضاربت میں کام کرنے والا فریق مالی نقصان میں بالکل شریک نہیں ہوتا۔ بلکہ مالی نقصان سب کا سب سرتائے والے فریق کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور شرکت کا معاملہ یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں ایک فریق کا صرف سرمایہ ہے جو نیک میں شرکتی کھاتا کھولتا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا کوئی تجارتی یا صنعتی کام و عمل نہیں۔ حالانکہ شرکت کی ہر قسم میں ہر شریک کا سرمایہ، وجاہت اور ہنر کے ساتھ کام و عمل میں ہونا بھی ضروری ہے۔ نیز مضاربت اور شرکت دونوں میں یہ ضروری ہے کہ معاملہ شروع کرنے وقت نہایت واضح الفاظ میں یہ تعین ہو کہ فریقین کے مابین نفع کس نسبت سے تقسیم ہوگا اور یہ تعین خود فریقین اپنی آزاد مرضی سے کریں۔ تیسرا کوئی ان پر اپنی مرضی مساط نہ کرے خواہ حکومت کا کوئی ادارہ ہی کیوں نہ ہو۔ جب کہ شرکت کے زیر بحث معاملہ میں کھاتا دار اور بنک کے درمیان ایسا کوئی تعین ضروری نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ بنک پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہ وہ جس طرح چاہے نفع تقسیم کرے۔ اسی طرح بنک اور کاروباری اداروں کے درمیان نفع کی تقسیم کے تعین کا اختیار اسٹیٹ بنک کو دیا گیا ہے۔ نیز یہ اس وجہ سے بھی مضاربت کا معاملہ نہیں کہ اس میں شرکتی کھاتا کے مال کو وہ تحفظات دئے گئے ہیں جو قرض مال کے لئے ہوتے ہیں جب کہ مضاربت کا مال کام کرنے والے فریق کے پاس بطور امانت ہوتا ہے۔ اور اس کی حیثیت قرض کے مال کی نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر غیر اختیاری طور پر وہ ضائع ہو جائے تو کام کرنے والے فریق پر اس کا تاوان نہیں آتا۔ ایک اور وجہ زیر بحث معاملہ کے مضاربت نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ اس میں ایک فریق یعنی بنک کا ادارہ، اپنے شرکتی کھاتا دار کو یہ یقین دلانا ہے کہ اسے نہ صرف یہ کہ نفع ضرور ملے گا بلکہ موجودہ شرح سود سے زیادہ ملے گا جب کہ مضاربت میں نفع کا احتمال تو ہوتا ہے لیکن یقین نہیں ہوتا۔ ورنہ اس میں اور معاملہ رہا میں زیادہ فرق باقی نہیں رہتا۔ ایک اور وجہ جس کی بنا پر زیر بحث معاملہ، معاملہ مضاربت نہیں یہ کہ اس میں پہلے کیا گیا ہے کہ بنک سال میں دو مرتبہ

اس کا منافع تقسیم کرے گا۔ یعنی دوران معاملہ منافع کی تقسیم ہوتی رہے گی۔ جب کہ مضاربت میں منافع کی تقسیم صرف اس وقت ہو سکتی ہے جب معاملہ اختتام کو پہنچ جائے، اس سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ ایک اور پہلو سے بھی یہ معاملہ مضاربت کے معاملہ سے مختلف ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض ائمہ مجتہدین کے نزدیک مضاربت کا سرمایہ صرف تاجر کو خرید و فروخت کے کام کے لئے دیا جاسکتا ہے۔ ہنرمند صانع کو صنعت و حرفت کے لئے نہیں دیا جاسکتا۔ جب کہ زیر بحث معاملہ میں یہ بھی طے ہے کہ اس کا سرمایہ صنعت و حرفت میں بھی لگایا جائے گا۔ بغیر شک متعذر و وجوہ ہیں جن کی بنا پر زیر بحث معاملہ، مضاربت کا معاملہ نہیں۔

اور شرکت کا معاملہ نہ ہونے کی وجہ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا یہ ہے کہ شرکت کے معاملہ میں ایک فریق کا جو بنک میں شراکتی کھاتا کھولتا ہے سرے سے کوئی تجارتی کام و عمل نہیں۔ لہذا یہ معاملہ شرکت کی کسی قسم میں نہیں آتا۔ فقہار احناف نے معاملہ شرکت کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

شرکت الاموال۔ شرکت الوجوہ اور شرکت الابدان جسے اعمال اور شرکت صنائع بھی کہا جاتا ہے۔ اور پھر ان تینوں قسموں کی جو تعریفیں لکھی گئی ہیں وہ یہ کہ:-

۱۔ شرکت اموال وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ تجارت پیشہ افراد آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ وہ اپنا سرمایہ یک جا کر کے مل جل کر تجارتی کام کریں گے۔ اور نفع و نقصان میں شریک رہیں گے۔

۲۔ شرکت وجوہ وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ ایسے اشخاص جن کے پاس تجارت کے لئے اپنا سرمایہ سرمایہ نہیں ہوتا لیکن ہر ایک باوجاہت اور صاحب اعتبار اور قابل اعتماد ہوتا ہے۔ جسے لوگ ادب و مال دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ اپنی وجاہت اور ساکھ استعمال کر کے ادب و مال خرید کر بیچیں گے۔

۳۔ شرکت ابدان یا شرکت صنائع و اعمال وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زائد ارباب ہنر و پیشہ جیسے دو بڑھی یا دو لوہار یا دو درزی یا ڈاکٹر یا نجیر وغیرہ آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ اپنے ہنر و پیشہ کا کام مل جل کر کریں گے اور نفع و نقصان میں شریک رہیں گے۔ اور پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ اگر تمام امور میں مساوات و برابری ہو تو شرکت مفاومتہ اور کمی بیشی اور تفاوت ہو تو شرکت عنان ہے۔

بہر حال عقد شرکت جو بھی قسم اور شکل ہو اس کی تعریف سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ اس میں منجملہ دوسری چیزوں کے سبب شرکاء کا کام و عمل بھی ضروری ہے۔ گویا یہ چیز معاملہ شرکت کی حقیقت میں داخل اور اس کی ماہیت کا جزو لاینفک ہے۔ لہذا یہ خیال کہ معاملہ شرکت ایک فریق کے عمل کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ بادیہی طور پر غلط ہے۔

قرآن حکیم کی جن آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن احادیث سے معاملہ شرکت کا جواز ثابت ہوتا ہے ان سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ معاملہ شرکت کے اندر سب شریکوں کا عمل بھی ایک ضروری چیز ہے۔ مثلاً سورہ کہف کی آیت **أَنَا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَافِكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبُحْرِ** لیکن وہ کشتی پس وہ چند مسافروں کی مشترک ملکیت تھی جو باہمی اشتراک کے ساتھ مل جل کر دریا میں کام کرتے تھے۔

اس قرآنی آیت میں **يَعْمَلُونَ** کا لفظ صاف بتاتا ہے کہ کشتی کے مالک سب شریکوں کا عمل کر رہے تھے یعنی کشتی رانی کا کام۔

شرکت کے جواز سے متعلق دوسری آیات سورہ القلم کی وہ آیات ہیں جن میں باغ و کھیت والوں کا ذکر ہے ان آیات کے اندر **لِيَضْرِبْنَهَا مَصْبِحِينَ** اور **أَنْ اغْدُوا عَلَيَّ حَرْشَكُمْ** **إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ باغ اور کھیت کے مالک جملہ شریکوں مل جل کر اشتراک کے ساتھ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔

ایک اور آیت جو شرکت کے جواز میں پیش کی جاتی ہے سورہ ص کی یہ آیت ہے :-

إِنْ كُنْتُمْ مِنْ الْمُظْلَمِينَ بعض دوسرے بعض پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔

بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ اس آیت میں **يَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ** کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ شریکوں میں سے ہر ایک ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو سکتا ہے اور چونکہ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہر ایک کام و عمل کر رہا ہو۔ لہذا سورہ الفاظ سے معاملہ شرکت میں ہر شریک کا عمل پایا جانا ظاہر ہوتا ہے۔

یہی چیز ان احادیث نبویہ سے ثابت ہوتی ہے جو معاملہ شرکت کے جواز میں پیش کی جاتی ہیں مثلاً اس حدیث کو لیجئے۔

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول انا ثالث الشریکین ما لم یخن احدہما صاحبه فاذا اقامہ خرجت من بینہما

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں دو شریکوں کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں ایک دوسرے کی خیانت نہیں کرتا۔ چنانچہ جب ان میں سے ایک خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

سنن ابی داؤد

چونکہ معاہدے کے شریکوں میں سے ہر ایک دوسرے کی خیانت اسی صورت میں کر سکتا ہے جب ہر ایک عمل اور تصرف میں شریک ہو۔ لہذا اس سے معاملہ شرکت میں ہر شریک کا عمل بھی پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال یہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ معاملہ شرکت میں مال، وجاہت اور منہر کے ساتھ

یہ شریک کا تجارتی یا صنعتی عمل بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اور دراصل یہی چیز شرکت کو مضاربت سے الگ کر دیتی ہے جس میں صرف ایک فریق کا تجارتی عمل ہوتا ہے اور دوسرے کا صرف سرمایہ۔ اور میں سمجھتا ہوں اسی کی وجہ سے معاملہ شرکت بغیر کسی گراہت کے اور بالاتفاق جائز ہے۔ اور اس کا جواز عقل و قیاس کے عین مطابق ہے۔

پھر جب یہ زیر بحث معاملہ نہ مضاربت کا ہے اور نہ شرکت کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ اس کے جواز کے لئے وہ دلائل مفید و کارآمد نہیں ہو سکتے جو قرآن و حدیث میں مضاربت اور شرکت کے جواز سے تعلق رکھتے ہیں لہذا جو حضرات اس معاملے کو اسلامی کہتے ہیں۔ ان سے نہایت ادب کے ساتھ پوچھا جاسکتا ہے کہ ان کے پاس اس معاملہ کے جواز کے لئے قرآن و حدیث سے کیا دلائل ہیں۔ کیونکہ کسی معاملہ کو اسلامی یا غیر اسلامی یا شرعاً جائز و ناجائز کہنا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب اس کے لئے کتاب و سنت میں ثبوت موجود ہو اس لئے کہ احکام شریعت کا اصل منبع و سرچشمہ کتاب و سنت اور قرآن و حدیث ہے۔ جہاں تک فقہ کا تعلق ہے وہ بھی گو کتاب و سنت سے ماخوذ ہے لیکن اس میں اجتہادی مسائل کے بارے میں فقہائے کرام کے جو مختلف اقوال ہیں نہ تو سب کے سب صحیح ہیں اور نہ سب کے سب غلط۔ بلکہ ان میں بعض صحیح ہیں اور بعض غیر صحیح ہیں کیونکہ مجتہد کی اجتہادی رائے صواب بھی ہو سکتی ہے اور خطا بھی۔ لہذا کسی فقیہ کا ایسا قول جس کی عمل اور کتاب و سنت میں موجود نہ ہو اسلامی نہیں کہلا سکتا۔ بنا بریں ضروری ہے کہ زیر بحث معاملہ کے جواز کے لئے جو دلائل پیش فرمائے جائیں وہ اجمالی یا تفصیلی قرآن و حدیث سے ضرور تعلق رکھتے ہوں۔ کسی فقیہ کا قول پیش کیا جائے تو اس کے ساتھ قرآن و حدیث کی وہ نص ضرور نقل کی جائے جس سے اس فقیہ نے وہ قول نکالا اور مستنبط کیا ہے۔ تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ قیاس و استنباط صحیح ہے یا صحیح نہیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ حنفی فقہانے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے کتنے اقوال کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ وہ دلیل کے لحاظ سے کمزور ہیں اور جس استدلال پر وہ مبنی ہیں صحیح نہیں۔ اسی طرح خود حضرت امام ابو حنیفہ کے کتنے اقوال کو چھوڑا اور صاحبین کے اقوال کو یہ کہہ کر اختیار کیا کہ دلائل کے لحاظ سے یہ زیادہ وزنی و قابل اعتماد ہیں۔ تو پھر بعد کے فقہاء میں ایسا کون ہے جس کی رائے اور بات کو بلا دلیل مان لیا جائے اور یہ نہ دیکھا جائے کہ وہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے یا نہیں؟

غرضیکہ اگر معاملہ زیر بحث کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ شریعت اسلامی کی رو سے جائز اور اسلامی معاملہ ہے تو ہمیں اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ضرور بتانا ہو گا۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن و حدیث میں ہر ہر جزوی مسئلہ کے متعلق الگ الگ جزوی تفصیلی احکام موجود نہیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے اندر

ایسے اصول کلیہ اور مبادی عام بھی موجود نہ ہوں جن میں تمام جزوی مسائل کے لئے اجمالی ہدایت پائی جاسکے۔ یہاں ضروری ہے کہ قرآن و حدیث میں معاشی معاملات کے جواز و عدم جواز سے متعلق جو اصل کلی اور مبادی عام ہیں اس کی رو سے معاملہ زیر بحث کو جائزہ ثابت کیا جائے کیونکہ ایسے جزوی مسئلہ کے لئے جس کا قرآن و حدیث میں صراحتہ ذکر نہیں شرعی حکم معلوم کرنے کا صحیح طریقہ ہی ہو سکتا ہے کہ اصول و مبادی کی روشنی میں قیاس و اجتہاد کے ذریعے معلوم و متعین کیا جائے۔

یہاں یہ عرض کر دینا نہایت ضروری ہے کہ رپورٹ مذکورہ کے منہج، اپوزیٹو بحث معاملہ کے جواز میں بطور دلیل و حجت سورہ نسا کی جو آیت پیش کی گئی ہے اس سے نہ صرف یہ کہ اس معاملے کا جواز ثابت نہیں ہوتا بلکہ الٹا عدم جواز نکلتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا
أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ
تِجَارَةً عَنْ تَرَافُؤٍ بَيْنَكُمُ ۚ آیت ۲۹

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر
پرہیز کھاؤ۔ لیکن تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے
ہو تو منہجاً لقمہ نہیں۔

اس ترجمے کے ساتھ رپورٹ میں جو تفسیری نوٹ لکھا ہے وہ یہ ہے:-
"یہ آیت واضح طور سے بتاتی ہے کہ کسی کا مال ناجائز طریقہ جیسے سود قمار یا دھوکا ہتھیانا حرام ہے۔
اس کے برعکس باہمی رضا مندی اور منصفانہ معاملے کے ذریعے ایک دوسرے کے مال و دولت سے فائدہ حاصل
کرنا جائز ہے؟"

مطلب یہ کہ چونکہ نفع و نقصان میں شرکت کا معاملہ باہمی رضا مندی سے اور منصفانہ ہے لہذا اس آیت کی رو
سے جائز ہے۔

اس قرآنی آیت سے معاملہ مذکور کا جواز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس
آیت کی وہ تفسیر سامنے ہو جو کثیر التعداد مفسرین نے اپنی عربی اور تفسیر میں لکھی ہے۔
مفسرین حضرات نے لکھا ہے کہ اس آیت کے پہلے حصہ میں مسلمانوں کو ایسے تمام طریقوں کے ذریعے ایک
دوسرے کا مال لینے سے روکا اور منع کیا گیا ہے جو باطل کی تعریف میں آتے ہیں خواہ وہ معاملات ہوں یا غیر
معاملات۔ اور دوسرے حصہ میں صرف ایسی تجارت کے ذریعے ایک دوسرے کا مال لینے کی اجازت دی گئی ہے
جو فریقین کی باہمی رضا مندی سے ہو۔

تجارت کے معنی بعض مفسرین کے نزدیک معاملہ بیع و شراء اور خرید و فروخت کے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک
بیع و شراء اور محنت و مزدوری دونوں کے ہیں۔ گویا نفع کمانے کی غرض سے بیع و شراء اور خرید و فروخت کا کام

بھی تجارت ہے اور معاوضے کی خاطر محنت و مزدوری کا کام و عمل بھی تجارت ہے۔ تجارت کے اس دوسرے معنی و مطلب کو ترجیح دینے اور اختیار کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔
 ”مضمون آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ کسی کا مال ناحق کھانا حرام ہے لیکن رضامندی کے ساتھ بیع و شرا یا ملازمت و مزدوری کا معاملہ ہو جائے تو اس طرح دوسرے کا مال حاصل کرنا اور اس میں مالکانہ تصرفات کرنا جائز ہے۔“

(صفحہ ۳۷۷، جلد ۲)

بہر حال تجارت کے معنی صرف خرید و فروخت کے معاملہ کے ہوں یا اس کے ساتھ ساتھ محنت و مزدوری کے معاملہ کے بھی ہوں۔ صاف ظاہر ہے کہ معاملہ زیر بحث تجارت کی تعریف میں نہیں آتا۔ کیونکہ شرکتی کھاتے والا فریق ذبیح و شرا اور خرید و فروخت کا کام کرتا ہے اور نہ محنت و مزدوری کا کام۔ لہذا اس آیت سے اس کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور یہ آیت کسی طرح اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی۔ بلکہ تجزیہ کر کے غور سے دیکھا جائے تو الٹا یہ معاملہ ان معاملات کی فہرست میں نظر آتا ہے جو باطل کا مصداق ہیں اور جن سے آیت کے پہلے صفحہ میں منع کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ متعدد مفسرین نے باطل کی تفسیر بغیر حق۔ بدون مقابل اور بغیر عوض کی ہے۔ اور بعض نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت حسن بصری کے حوالے سے باطل کی یہ تعریف نقل کی ہے:-

”الباطل هو كل ما يوحذ من الانسان باطل هو مال ہے جو کسی انسان سے بغیر عوض کے لئے جائے۔“

تفسیر المنار میں لکھا ہے:-

اما الباطل ما لم يكن في مقابلة شئ حقيقي پس باطل وہ مال ہے جو کسی حقیقی شے کے مقابل میں نہ ہو بلکہ اکل باطل کے یہ معنی خود قرآن کی بعض دوسری آیات سے بھی مفہوم ہوتے ہیں جیسے سورہ البقرہ کی آیت ۱۸۸ جس میں رشوت لینے اور رشوت کے ذریعے دوسرے کا حق مارنے کو اکل باطل سے تعبیر کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو جس سے رشوت لیتا ہے یا جو رشوت کے ذریعے دوسرے کا حق مارتا ہے اس کی طرف سے رشوت دینے والے کے لئے کوئی حقیقی عوض و بدل نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کے لئے کوئی عوض و بدل ہوتا ہے جس کا حق مارا گیا۔ اور جیسے سورہ توبہ کی آیت ۳۴ میں اس مال کے لینے اور کھانے کو اکل باطل فرمایا گیا ہے۔ جو بعض اخبار و رہبان یعنی علماء و مشائخ مکہ و فریب کے ذریعہ عام لوگوں سے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بعض مولوی اور پیر مکہ و فریب وغیرہ کے ذریعے عام لوگوں سے جو مال وغیرہ وصول کرتے ہیں اس کے عوض ان کی طرف سے عوام کے لئے کوئی حقیقی بدل اور عوض موجود نہیں ہوتا جو انہیں اس مال کا حقدار قرار دیتا ہو لہذا وہ دوسروں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔

اسی طرح جو شخص سود، قمار، رشوت، چوری، غصب، خیانت اور دہسو کہ دہی کے ذریعے دوسرے کا مال لیتا

اور کھانا ہے۔ چونکہ ان طریقوں میں بھی اس کی طرف سے دوسرے کے لئے اس کے مال کا کوئی حقیقی بدل اور عوض موجود نہیں ہوتا نہ مادی اشیاء کی شکل میں اور نہ خدمت و محنت کی شکل میں جو اسے اس لئے ہونے والے مال کا حقدار ٹھہراتا ہو۔ لہذا یہ طریقے بھی باطل کی تعریف میں آتے ہیں۔ بہت سے مفسرین حضرات نے ان طریقوں کا باطل کی تفسیر اور توضیح میں ذکر کیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ کیسے باطل کے تحت آتے ہیں اور ان کے باطل ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اکل بالباطل اور باطل طریقوں کی جو تفسیر و تشریح پیش کی گئی ہے۔ اس کی روشنی میں معاملہ زیر بحث کا جائزہ لیا جاتے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ معاملہ بھی باطل معاملات میں داخل ہے۔ کیونکہ اس میں شراکتی کھانا دے۔ اس کے اصل سرمائے پر جو زائد مال ملے کیا گیا ہے وہ بغیر کسی عوض و بدل کے ہے۔ کھانا دار کی طرف سے نہ اس کا بدل اور عوض کسی مادی شے کی شکل میں ہے اور نہ محنت و خدمت کی شکل میں۔ لہذا وہ جو کچھ بھی زائد ملتا ہے اپنا حق نہیں دوسرے کا حق لیتا ہے جس کا دوسرا نام اکل بالباطل ہے۔

یہاں اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اکل بالباطل اور باطل طریقوں کا جو مفہوم و مطلب بتایا گیا ہے اس کے مطابق معاملہ مضاربت بھی جائز نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس میں بصورت نفع سرمائے والے فریق کو اپنے اصل سرمائے پر جو زائد ملتا ہے اس کے عوض اس کی طرف سے نہ کوئی مادی شے ہوتی ہے اور نہ محنت و خدمت۔ حالانکہ معاملہ مضاربت کو بالاتفاق جائز مانا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ کہ معاملہ مضاربت کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سرمائے والا فریق یہ ملے کرتا ہے کہ اگر تجارت میں نقصان ہوگا تو وہ نقصان پورے کا پورا وہ خود برداشت کرے گا۔ کام کرنے والا فریق اس میں بالکل شریک نہ ہوگا جب کہ عموماً نقصان و خسارہ کام کرنے والے کی ناتجربہ کاری، نا سمجھی اور غفلت و کوتاہی کی وجہ سے ہوا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرمائے والا فریق کام کرنے والے فریق کے لئے ایک طرح کا مالی ایشیا کرتا ہے جو گو بالفعل نہ سہی لیکن بالقوہ ضرور ہوتا ہے۔ لہذا یہ ایشیا اس زائد مال کا بدل اور عوض بن جاتا ہے۔ جو نفع کی صورت میں سرمائے والے فریق کو بطور ایک نسبتی حصہ کے ملتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ عوض اس طرح کا نہیں جس طرح کا بیع و شراہ اور محنت و نوکری میں ہوتا ہے لہذا معاملہ مضاربت کے جواز کی بھی وہ حیثیت نہیں جو معاملہ بیع و شراہ اور معاملہ محنت و خدمت کے جواز کی ہے۔

علامہ اصول الفقہ نے جواز کے دو معنی لکھے ہیں۔ ایک جواز بمعنی عدم حرام جس سے کراہیت کی نفی نہیں ہوتی۔ اس معنی کے لحاظ سے کسی چیز کے جائز ہونے کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ حرام نہیں لیکن مکروہ ہو سکتی ہے اور دوسرا جواز بمعنی وجوب و استحباب۔ اس معنی کے لحاظ سے کسی چیز کے جائز ہونے کا مطلب ہوتا ہے وہ واجب یا مستحب ہے۔ معاملہ مضاربت کا جواز پہلی قسم کا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ حرام نہیں۔ جب کہ معاملہ بیع و شراہ اور معاملہ محنت و مزدوری کا جواز دوسری قسم کا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ مستحب و

و مندوب ہیں۔ کیونکہ ان میں انسان کو زحمت و تکلیف اٹھانی پڑتی اور وہ اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے جس کو احادیث میں انسان کی بہترین اور پاکیزہ ترین کمائی بتایا گیا اور جس پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔

زیر بحث معاملے کو مضاربیت پر اس لئے بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں سرمائے والے فریق کی طرف سے کام کرنے والے فریق کے لئے وہ ایثار موجود نہیں جو معاملہ مضاربیت میں ہے۔ کیونکہ اس میں نقصان کی صورت میں کام کرنے والے کو بھی نقصان میں شریک ٹھہرایا گیا ہے۔

اسی طرح یہ زیر بحث معاملہ، عادلانہ اور منصفانہ معاملہ بھی نہیں اس لئے کہ اس میں اگرچہ دونوں فریق نفع و نقصان میں برابر کے شریک ٹھہرائے گئے ہیں۔ لیکن ایک فریق کی دماغی جسمانی محنت و مشقت موجود ہے اور دوسرے کی کوئی محنت و مشقت موجود نہیں۔ ایک محنت و مشقت کر کے نفع کے ایک حصہ کا حقدار بنتا ہے اور دوسرا بچہ کسی محنت و مشقت کے نفع کے ایک حصہ کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انصاف نہیں کھلی ہوئی ناانصافی ہے۔ انصاف فریقین معاملہ کے درمیان مساوات و برابری چاہتا ہے جو اس معاملے میں موجود نہیں۔ سطور بالا میں آیت مذکور کی تفسیر و تشریح سے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ صرف یہ کہ اس قرآنی آیت سے معاملہ زیر بحث کا کوئی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے برعکس اس کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے۔ ممکن ہے جن حضرات نے یہ معاملہ تجویز فرمایا ہے ان کے پاس اس آیت کے علاوہ قرآن و حدیث سے کچھ اور دلائل بھی ہوں جو اس رپورٹ میں نہ لکھے گئے ہوں اسیسا ہے تو وہ بھی سامنے آنے چاہئیں تاکہ حقیقت حال کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

دوسری بات جو مجھے اس مضمون میں عرض کرنی ہے وہ رہا اور سود کے اس تصور سے متعلق ہے جس کو اس رپورٹ میں ملحوظ رکھا گیا اور جس کے مطابق سودی اور غیر سودی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطالعہ سے مجھے ایسا محسوس ہوا ہے کہ اسے لکھنے اور مرتب کرنے والے ماہرین اقتصادیات نے نہ رہا و سود کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش فرمائی ہے اور نہ اس کے حرام ہونے کی اصل وجہ کو پوری توجہ کے ساتھ جاننے کی زحمت فرمائی ہے بلکہ اس بارے میں سطحی اور سرسری معلومات پر اعتماد و بھروسہ کیا ہے جو حقیقت میں صحیح نہیں۔ مثلاً بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رہا و سود صرف اس زیادتی کا نام ہے جو قرض کی اصل رقم پر فیصد کے لحاظ سے متعین ہو۔ مثلاً پانچ فیصد۔ دس فیصد۔ پندرہ فیصد وغیرہ۔ اگر اس طرح متعین نہ ہو تو وہ رہا و سود نہیں اور نہ شرعاً حرام ہے حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کی رو سے ہر وہ زیادتی رہا اور حرام ہے جو شروع میں قرض کی اصل رقم پر طے کی گئی ہو۔ خواہ وہ متعین ہو یا غیر متعین۔ کم ہو یا زیادہ۔ نقد کی شکل میں ہو یا اجناس و اشیاء کی شکل میں۔ چنانچہ اگر ایک شخص دوسرے کو قرض یہ کہہ کر دیتا ہے کہ تمہیں یہ رقم ایک سال کے بعد کچھ اضافے کے

ساتھ واپس کرنی ہوگی۔ تو یہ معاملہ قطعی طور پر ربا و سود کا ہے۔ حالانکہ اس میں اضافے اور زیادتی کا تعین نہیں۔
 مذکورہ غلط فہمی اس سے پیدا ہوئی کہ بعض سطح میں حضرات نے یہ سمجھا کہ مضاربت میں بصورت نفع،
 سرمائے والے کے لئے اصل سے زائد لینا اس لئے حلال و جائز ہے کہ اس میں زائد کا فیصد کے لحاظ سے تعین نہیں
 ہوتا اور پھر اس سے نتیجہ نکالا کہ معاملہ ربا و سود میں اصل پر زائد لینا اس لئے حرام ہے کہ اس کا فیصد کے لحاظ
 سے یا مطلقاً تعین ہوتا ہے۔ گویا انہوں نے یہ سمجھا کہ زیادتی کے حلال و حرام ہونے کا دار و مدار اس کے تعین و
 عدم تعین پر ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ نہ مضاربت کے جواز کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں اصل پر زائد کا فیصد
 کے لحاظ سے تعین نہیں ہوتا۔ اور نہ ربا کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اصل پر زائد کا فیصد کے لحاظ
 سے تعین ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے حلال اور حرام ہونے کی دوسری وجوہ ہیں جن میں سے بعض کا پیچھے ذکر ہوا ہے۔
 حقیقت ربا و سود کے متعلق ایک اور غلط فہمی جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں یہ کہ جو مال دوسرے کو
 لفظ قرض کے ساتھ دیا جاتے اس پر اضافہ اور زیادتی تو سود ہے اور جو لفظ قرض کے ساتھ نہ دیا جائے اس
 پر اضافہ اور زیادتی سود نہیں لہذا اس کا لینا جائز ہے۔

اور یہ سمجھنا اس وجہ سے غلط ہے کہ ربا و سود کا تعلق لفظ قرض سے نہیں بلکہ حقیقت قرض اور معاملہ قرض
 سے ہے۔ اور معاملہ قرض وہ معاملہ ہے جس میں ایک شخص اپنا مال اپنی ملکیت سے نکال کر دوسرے کی ملکیت
 میں دیتا اور یہ طے کرتا ہے کہ مقررہ میعاد کے بعد دوسرا شخص ویسا ہی مال پورے کا پورا اس کو واپس کرے
 گا۔ اب اگر اس کے ساتھ کسی اضافے کی شرط نہ ہو تو وہ قرض حرام ہے۔ اور اضافے کی شرط ہو تو وہ ربا اور
 سودی قرض ہے۔ بالفاظ دیگر حقیقت قرض یا ایک شخص کا دوسرے ضرورت مند کو اپنا مال ایک خاص وقت
 تک کے لئے اس طور پر دینا کہ اب وہ مال دوسرے کی ملکیت میں ہے اور وہ اس میں جو چاہے مالکانہ تصرف کر
 سکتا ہے۔ اور جس طرح چاہے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے البتہ وقت مقرر کے بعد سے ویسا ہی مال ضرور واپس
 کرنا پڑے گا۔ شریعت میں قرض سے متعلق جو احکام ہیں۔ ان کا تعلق اسی حقیقت قرض سے ہے لفظ قرض سے
 نہیں۔ ربا و سود کا تعلق بھی اسی حقیقت قرض سے ہے مثلاً جو شخص جو اپنا مال دوسرے کو برتنے کے لئے
 اس تحفظ اور ضمانت کے ساتھ دیتا ہے کہ عند الطلب یا وقت مقرر پر وہ مال اسے پورے کا پورا مع اضافہ
 کے ادا کیا جائے گا۔ تو اس معاملے کا نام خواہ کچھ ہی رکھا جائے لیکن حقیقت کے لحاظ سے ربا کا معاملہ ہے نام
 کے بدلنے سے شے کی حقیقت کبھی نہیں بدلتی۔ اور نہ اچھے برے اثرات میں کچھ کمی بیشی واقع ہوتی ہے
 جو اس شے کے ساتھ مخصوص و مختص ہیں۔ مثلاً معاملہ ربا و سود کو اس کے جن برے اثرات و نتائج کی وجہ
 سے حرام و ممنوع ہے خواہ آپ اس کا نام کچھ بھی رکھیں اسے نفع و فائدہ کہیں یا بدیہ یا انعام۔ زہر کو تریاق

اور تریاق کو نہ ہر کہنے سے نہ اس کی حقیقت بدلتی ہے اور نہ اس کی خاصیت۔
لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلا سود بنکاری کی رپورٹ میں حقائق کو الفاظ سے اور
مقاصد کو وسائل سے بدلنے اور حیلوں کے ذریعے حرام کو حلال بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اللہ
ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

تیسری بڑی غلط فہمی ممانعت سود کی توجیہ کے بارے میں ہے۔ جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں اور
جو اس رپورٹ میں بھی جلوہ گر نظر آتی ہے۔ اس بارے میں رپورٹ کے ص ۱۱۶ اور سترہ پر جو تحریر فرمایا
گی ہے وہ بلفظہ اور حرف بحرف درج ذیل ہے:-

" صرتی ضروریات کے قرضوں پر ممانعت کی عقلی توجیہ بالکل واضح ہے۔ ایسے قرضے زیادہ تر پریشانی
حال لوگ لیتے ہیں۔ تاکہ ان کی ایسی فوری اور شدید ضروریات پوری ہو سکیں جن کے لئے ان کے پاس
ذاتی وسائل موجود نہیں۔ انسانیت اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے سود لے کر انہیں مزید زبرد
بار نہ کیا جائے۔ البتہ جہان تک پیداواری ضروریات کے قرضوں پر سود لینے کا معاملہ ہے تو اسلام نے اس
کی ممانعت اپنے معاشرتی فلسفے کے پیش نظر کی ہے جس کا بنیادی اصول معاشرے میں عدل و انصاف
قائم کرنا ہے؟

اس عبارت میں سود کی دو قسمیں کر کے ہر قسم کی ممانعت کی انک انک توجیہ بیان فرمائی گئی ہے۔ نجی ضروریات
کے قرضوں پر ممانعت سود کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس قسم کا سود اخلاقی تقاضوں کے مطابق نہیں۔ لہذا اس
سے منع کیا گیا ہے۔ گویا اس قسم کے سود کی ممانعت قانونی نہیں اخلاقی ہے۔ اور اس کا لینا حرام نہیں مکروہ
ہے یعنی اس کا نہ لینا لینے سے اچھا ہے۔

بلاشبہ یہ توجیہ قرآن مجید کی رو سے غلط و باطل ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید نے ربا کی قسم کو خواہ
وہ نجی اور صرتی ضروریات کے قرضوں سے تعلق رکھتی ہو یا تجارتی مقاصد کے قرضوں سے متعلق ہو لفظ ظلم
سے تعبیر فرمایا ہے۔ جو عدل کی ضد اور حق تلفی کے مراد ہے۔ اور چونکہ ظلم و حق تلفی حرام اور اس کی ممانعت
قانونی ہے لہذا قرآن حکیم کے مطابق ہر قسم کی ربا کی ممانعت قانونی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے
والوں کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے والے بتایا گیا اور ان کے لئے شدید عذاب کی وعید
ہے جو کسی غیر اخلاقی مکروہ قسم کے جرم پر نہیں ہو سکتی۔

عبارت مذکورہ میں پیداواری اور نجی ضروریات کے قرضوں پر سود کی ممانعت کی وجہ یہ لکھی گئی ہے کہ چونکہ اس
قسم کا سود اسلام کے معاشرتی فلسفے جس کا بنیادی اصول معاشرے میں عدل و انصاف کا قیام ہے، کے

کے خلاف ہے لہذا اس سے منع فرمایا گیا ہے یہ توجیہ اجمالی طور پر تو صحیح ہے لیکن اس کے متصل بعد اس کی جو توضیح و تفصیل لکھی گئی ہے اس کے لحاظ سے غلط ہے۔ "گویا کلمہ حق اُرید بہا الباطل" کا مصداق ہے۔ اس توضیح و تفصیل میں لکھتے ہیں :-

"پھر اس کے برعکس ایک اور صورت حال بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر صاحب زر کا نفع میں سود کے بطور ایک حصہ پہلے مقرر کر دیا جائے لیکن نفع بے حد و حساب ہو تو ایسی صورت میں نفع کا بیشتر حصہ کاروباری فریق لے جائے گا۔ اور صاحب زر کو سود کی شکل میں پہلے سے متعین محدود نفع پر قانع ہونا پڑے گا۔"

چونکہ یہاں بات اس سود کے متعلق ہو رہی ہے جو پیداوار اور تجارتی مقاصد کے قرضوں پر بیادیا جاتا ہے۔ لہذا اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ قرض مال کے ساتھ تجارت میں مقروض کو جو نفع حاصل ہوتا ہے اس نفع میں مقرض یعنی قرض دینے والے کا بھی لازمی حصہ ہوتا ہے جو اس کو پورا اور ضرور ملنا چاہئے ورنہ عدل نہ ہوگا۔ جو اسلام کے معاشرتی فلسفے کا بنیادی اصول ہے۔ حالانکہ یہ مطلب قطعی طور پر غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ یہ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ قرض کا مال، مقرض کی ملکیت سے نکل کر مقروض کی ملکیت میں چلا جاتا ہے۔ اور اس مال کی حیثیت گویا اس کے ذاتی مال کی سی ہو جاتی ہے۔ لہذا اس مال کے ساتھ محنت کر کے کمائے ہوئے نفع کی حیثیت بالکل ویسی ہوتی ہے جو اس کے دوسرے مال کے ساتھ کمائے ہوئے نفع کی حیثیت۔ یعنی وہ تمام کا تمام نفع اس کا حق ہوتا ہے دوسرا کوئی اس کے کسی حصے کا حقدار نہیں ہوتا خواہ وہ قرض خواہ ہو یا غیر قرض خواہ۔ جب حقیقت یہ ہے۔ تو پھر قرض خواہ کم لے یا زیادہ۔ اپنا حق نہیں دوسرے کا حق لیتا ہے جو عدل کے منافی اور ظلم ہے۔ قرآن مجید سے اس کا ثبوت یہ کہ اس نے با اور سود سے توبہ کرنے اور اس سے باز آنے والوں سے کہا ہے کہ تم صرف اپنا اصل مال لے سکتے ہو اس پر زائد کچھ نہیں لے سکتے اگر زائد کچھ بھی لو گے تو تمہارا یہ لینا ظلم ہوگا۔ سورہ بقرہ کی آیت ہے :-

وَ اِنَّ تُنَبِّتُمْ فَلَکُمْ رُؤُسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلُمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ اگر تم سود سے تائب ہو جاؤ تو پھر تمہارے لئے تمہارے اصل اموال ہیں۔ ان سے زائد لے کر تم دوسروں پر ظلم کرو اور نہ دوسرے تمہارے اصل میں کمی کر کے تم پر ظلم کریں۔

اس قرآنی آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرض خواہ صرف قرض کی اصل رقم لینے کا حقدار ہوتا ہے اس پر زائد کچھ بھی لینے کا حقدار نہیں ہوتا۔ خواہ اس رقم کے ساتھ کام کر کے قرضدار نے کتنا ہی زیادہ نفع کیوں نہ کمایا ہو۔ لہذا اس سے اس بات کی نفی اور تردید ہو جاتی ہے جو عبارت مذکورہ میں لکھی گئی ہے یعنی یہ کہ قرض کی رقم

کے ساتھ قرضدار کام کر کے جو نفع کماتا ہے اس میں قرضخواہ کا بھی حق اور حصہ ہوتا ہے۔
 علاوہ ازیں اگر یہ بات اس اصولی تصور کی بنیاد پر کہی گئی ہے کہ محنت کی طرح سرمایہ بھی دولت کو پیدا کرتا
 ہے۔ لہذا جس کاروبار میں ایک کی محنت اور دوسرے کا سرمایہ ہو اس کا منافع دونوں کے درمیان تقسیم
 ہونا چاہیے۔ محنت سے پیدا شدہ حصہ محنت کش کو اور سرمائے سے پیدا شدہ حصہ ملنے والے کو ملنا چاہیے
 تو چونکہ یہ اصولی تصور کسی وجہ سے غلط و باطل ہے

اس اصولی تصور کے غلط اور باطل ہونے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ نفس الامر کے خلاف ہے کیونکہ واقعہ
 میں کوئی سرمایہ خواہ کسی شکل میں بھی ہوا اپنے وجود کو جو کاتوں پوری طرح قائم و برقرار رکھتے ہوئے کسی نئی چیز کے
 وجود کا باعث نہیں بنتا نہ بیکار پڑے رہنے کی شکل میں اور نہ کاروبار کے اندر استعمال ہونے کی شکل میں۔
 کاروبار کی جن صورتوں میں سرمائے کے ذریعے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے ان صورتوں میں سرمایہ اپنی حالت پر
 جوں کاتوں پوری طرح برقرار نہیں رہتا۔ بلکہ جزوی یا کلی طور پر تحلیل ہو کر اس پیداوار میں مل جاتا ہے جو نئی
 محنت سے وجود میں آتی ہے۔ گویا سرمائے کے ذریعے پیداوار میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ سرمائے کے پیدا کرنے
 سے نہیں بلکہ سرمائے کے ایک حصہ کے اس میں منتقل ہو جانے سے ہوتا ہے سطح بین لوگوں کو اس سے دھوکا لگتا
 اور وہ اس فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ سرمائے نے اس کو پیدا کیا اور سرمایہ دولت کو پیدا کرتا ہے۔ پیدا کرنا
 دراصل اس کا وصف ہے۔ جو زندگی اور جس و حرکت رکھتا ہو اور سرمایہ اس وصف سے عاری ہوتا ہے لہذا
 اس کی طرف کسی چیز کو پیدا کرنے کی نسبت صحیح نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ اس اصولی تصور کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے قومی دولت چند ہاتھوں میں
 سمٹتی اور اس کی گردش کا دائرہ چند سرمایہ داروں تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور قومی معیشت کی گاری
 ان کی مرضی کے مطابق چلتی ہے کیونکہ وسائل دولت پران کا قبضہ و تسلط ہو جاتا ہے جس کا اسلام مخالف
 ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔

كَيْسَلَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَعْنِيَاءِ ۗ قَسَمَكُمُ ۖ تَاكُمَا لِكِي ۖ كَرْدَشِ تَمِي ۖ سِي ۖ چنڊ اغنياء كے درميان
 محدود ہو کر رہ جائے۔

یہ اس لئے کہ اس سے معاشرے میں غیر فطری قسم کا معاشی عدم توازن پیدا ہوتا ہے اور پھر اس سے گونا گوں معاشرتی
 اور سماجی بدائیاں جنم لیتی اور معاشرے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اسلام چونکہ یہ چاہتا ہے کہ معاشرے
 کے ہر ہر پہلو میں مکمل اعتدال و توازن پیدا ہو جو پائیدار اطمینان کی بنیاد ہے لہذا اس کے نزدیک ہر وہ نظریہ اور
 اصول باطل قرار پاتا ہے جس سے معاشرے کا توازن بگڑتا اور بدامنی و بے چینی وجود میں آتی ہو۔ اور چونکہ زیر بحث

تصور بھی ایسا ہی تصور ہے لہذا باطل و مردود قرار پاتا ہے۔

تیسری وجہ یہ کہ اس کے باطل ہونے کی یہ کہ اس سے معاشی حق و عدل کے مختلف و متضاد پہاڑے وجود میں آتے اور مردود اور سرمایہ دار کے درمیان کبھی ختم نہ ہو سکے والے نزاع و جدال کا دروازہ کھلتا ہے وہ اس طرح کہ اس اصولی تصور کو ملنے والے آج تک یہ متعین نہیں کر سکے اور یقیناً وہ آئندہ بھی کبھی نہیں کر سکیں گے کہ دولت کے پیدا کرنے میں محنت کا کتنا عمل دخل ہوتا ہے اور سرمائے کا کتنا عمل دخل۔ بنا برابری آج تک یہ مسئلہ اندھیرے میں ہے کہ محنت اور سرمائے کے اشتراک سے جو دولت پیدا ہوتی ہے اس میں فیصد کے لحاظ سے محنت کش کا کتنا حق ہوتا ہے اور سرمایہ دار کا کتنا حق، بلکہ ان لوگوں نے اس کے تعین کا معاملہ فریقین کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ جو بھی آپس میں طے کر لیں وہی ہر ایک کا حق ہے لیکن عملاً اس کا تعین سرمایہ دار کی مرضی سے ہوتا ہے وہ جو طے کرتا ہے محنت کش کو اپنی مجبوری کی بنا پر وہی ماننا پڑتا ہے۔ اور اس میں سرمایہ دار کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ خود زیادہ سے زیادہ لے اور محنت کش کو صرف اتنا دے کہ اس کی قوت کا برہم حال رہے اور کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ محنت کش سرمایہ دار کے طے کردہ کو مان تو لیتا ہے لیکن اسے برابر یہ احساس رہتا ہے کہ اس کی حق تلفی ہو رہی ہے چنانچہ جب بھی اسے موقع ملتا ہے اجرت میں اضافے کا مطالبہ کر دیتا ہے۔ اگر سرمایہ دار خوشی سے اضافہ نہیں کرتا تو وہ پڑتال اور توڑ پھوڑ پر اتر آتا ہے۔ اب سرمایہ دار اسی میں اپنا فائدہ دیکھتا ہے کہ کچھ اضافہ کر دے۔ چنانچہ کر دیتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد محنت کش کی طرف سے اجرت بڑھانے کا تقاضا شروع ہو جاتا ہے جب سہ اٹک وغیرہ کی نوبت آتی ہے تو سرمایہ دار اپنے مفاد کو بچانے کے لئے کچھ مزید بڑھا دیتا ہے۔ لیکن یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور سرمایہ دار اور محنت کش کے درمیان کش مکش ہمیشہ جاری رہتی ہے اور دوسری طرف حق اور عدل و ظلم کے پیمانے برابر بدلتے رہتے ہیں ایک وقت میں معاشرے کی جو صورت عدل و انصاف کے مطابق قرار پاتی ہے دو سرے وقت وہی صورت ظلم و نا انصافی کا مصداق ٹھہرتی اور پھر ایک دوسری شکل تجویز کی جاتی اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ حق و عدل کے عین مطابق ہے۔ لیکن آگے چل کر پھر یہ دوسری شکل بھی ظالمانہ قرار پاتی اور ایک تیسری عادلانہ شکل تجویز کی جاتی ہے مثلاً اگر عدل و انصاف یہ تھا کہ منافع میں سے دو تہائی سرمایہ دار کو اور ایک تہائی محنت کش کو ملے۔ اس کے برعکس ظلم تھا تو آج یہ عدل قرار پاتا ہے کہ سرمایہ دار کو ایک تہائی اور محنت کش دو تہائی ملے۔ اور پھر یہی شکل اب مصداق ظلم بن جاتی ہے۔ گو یا عدل اور ظلم کے معیار و پیمانے حالات کے تحت بدلتے اور نئی نئی شکلیں اختیار کرتے ہیں حالانکہ اس کے برعکس ہونا یہ چاہئے تھا کہ حالات، عدل کے ایک متعین اور محکم معیار کے تحت بدلتے بہر کیفیت اس صورت حال کا بغور جائزہ لیا اور اس کے اصل سبب کا کھوج لگایا جائے تو نظر آتا ہے کہ اس کا اصل سبب

وہ معمول اصولی تصور ہے جو یہ تو کہتا ہے کہ محنت کی طرح سرمایہ بھی مال و دولت کو پیدا کرتا ہے لیکن یہ نہیں بتاتا کہ ان میں سے کون کتنی دولت پیدا کرتا اور کس کا کتنا اس میں حق اور حصہ ہے اور وہ یہ اس لئے نہیں بتا سکتا کہ جو بات بنیاد سے ہی غلط و باطل ہو اس کے درمیان صحت اور حق کے تعین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غرضیکہ کسی وجہ ہیں جن کی بنا پر مذکورہ اصولی تصور اسلام کی نظر میں غلط اور باطل قرار پاتا ہے بلکہ دیکھا جائے تو دراصل یہی وہ اصولی تصور ہے جو اسلام کے معاشی نظام کو بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ معاشی نظام سے الگ کر دیتا ہے جس طرح کہ ذرائع پیداوار کی شخصی و انفرادی ملکیت کا تصور، اسلامی معاشی نظام کو نظام اشتراکیت سے جدا کر دیتا ہے۔ اور وہ بنیادی طور پر دو مختلف معاشی نظام بن جاتے ہیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ نظام سرمایہ داری یعنی کپیٹلیزم کی اساس ہی اس اصول پر قائم ہے کہ محنت اور سرمایہ دونوں مال و دولت کو پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ دیکھا جائے تو اس اصولی تصور کی وجہ سے اس نظام کو نظام سرمایہ داری کہا جاتا ہے۔ یعنی سرمائے کو عامل پیداوار ماننے کی وجہ سے ورنہ نفس سرمایہ کو تو اشتراکیت بھی مانتی ہے۔ نظام سرمایہ داری میں معاشی حق و عدل اور معاشی ظلم و نا انصافی کے جو اصول و ضوابط اور محنت و سرمائے کے متعلق جو قوانین و قواعد ہیں وہ سب اسی اصولی تصور پر مبنی ہیں کہ محنت کی طرح سرمایہ بھی دولت کو پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ اسی اصولی تصور کی بنا پر نظام سرمایہ داری میں نفس سود کوئی بری چیز نہیں۔ برائی اگر کچھ ہے تو اس کی شرح کی کمی و بیشی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظام سرمایہ داری کے ماننے والے کبھی یہ بحث نہیں کرتے کہ سود جائز ہے یا ناجائز بلکہ وہ صرف اس سے بحث کرتے ہیں کہ کن حالات میں اس کی کتنی فیصد شرح ہونی چاہئے اور کتنی نہیں ہونی چاہئے۔ نظام سرمایہ داری کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے گونا گوں برے اثرات اور تباہ کن نتائج کی وجہ سے دنیا میں کتنا دردناک چکا ہے خود اس کے ماننے والے اس سے متنفر و بیزار ہو کر اسے خیر باد کہہ رہے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی فکر میں ہیں کیونکہ یہ حقیقت روز بروز روشن کی طرح سامنے آچکی ہے کہ اس نظام سے معاشرے میں غیر فطری اور بھیاںگ قسم کا معاشی عدم توازن اور نشیب و فراز پیدا ہوتا اور اس سے طرح طرح کی اخلاقی، معاشرتی، معاشی سیاسی اور ثقافتی برائیاں وجود میں آتی ہیں جو معاشرے کو بد امنی و بے چینی کا گہوارہ بنا کر رکھ دیتی ہیں۔ مغرب کے سرمایہ دار معاشرے کے اس نظام کی برائیوں کو کم کرنے اور ان پر قابو پانے کے لئے مختلف تدابیر اور اصلاحات کا سہارا لے رہے ہیں۔ بڑے بڑے رفاہی ادارے ہیں جو رفاہ عام کے لئے کام کر رہے ہیں سرمایہ داروں سے ان کی کمائی کا بڑا حصہ بطور ٹیکس لیا جاتا ہے اور حکومت کے خزانہ میں جمع ہوتا اور

مختلف اجتماعی مصارف میں خرچ کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ معاشرے کو بہ انحطاط اور مائل بہ زوال نہیں کسی کو چین و سکون نصیب نہیں اور اس کی وجہ اس کے افرار معاشی ظلم و استحصالی کا پایا جانا ہے۔ سطور بالا میں جو بحث کی گئی اس سے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب کوئی سرمایہ مال و دولت کو پیدا نہیں کرتا تو پھر اسلام میں مضاربت اور مزارعت کا جواز کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ پیچھے عرض کیا گیا کہ مضاربت کا جواز بمعنی عدم حرام، اس وجہ سے ہے کہ اس میں سرمائے والے کا سرمایہ کام کرنے والے فریق کے پاس بطور قرض نہیں بلکہ بطور امانت ہوتا ہے اور کاروبار میں نقصان ہونے کی صورت میں پورا نقصان سرمائے والا فریق برداشت کرتا ہے۔ نیز بعض صورتوں میں کام کرنے والا فریق مضاربت کے مال کو اپنی ذاتی ضروریات پر بھی خرچ کر سکتا ہے جو نفع کی صورت میں کام کرنے والے کے نفع سے منہا نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ مضاربت کا جواز اس وجہ سے ہرگز نہیں کہ اسلام سرمائے کو پیدائش دولت کا عامل تسلیم کرتا ہے۔

جہاں تک مزارعت کا تعلق ہے وہ ایک متنوع فیہ اور نہایت اختلافی معاملہ ہے۔ لیکن یہاں مختصر طور پر عرض کر دینا کافی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستقلاً مزارعت کی ہر شکل باطل اور فاسد ہے۔ قاضی ابویوسفؒ کی کتاب الخراج اور الرد علی سیر الما ورائی میں امام حنیفہؒ کا یہ قول صریحاً کے سامنے مذکور ہے جو حضرت امام کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد لکھی گئی تھی جب کہ خود قاضی ابویوسف مزارعت کے جواز کے قائل ہیں۔

امام مالکؒ کا قول موطن اور مدونہ میں اور امام شافعیؒ کا قول کتاب الام میں صریحاً مذکور ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق متعدد کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کے نزدیک مزارعت کی صرف ایک شکل جائز ہے جس میں بیج بھی مالک زمین کی طرف سے ہو اور باقی شکلیں ناجائز ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مزارعت کی حیثیت اسلام میں کیا ہے۔ پھر جب یہ معاملہ سرے سے جائز ہی نہیں تو اس سے کسی دوسری بات کے جواز کی گنجائش ہی ختم ہو جاتی ہے۔

رپورٹ مذکور کے مطالعے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس کے مرتبین کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ اسلام بھی سرمائے کو پیدائش دولت کا عامل تسلیم کرتا ہے۔ لہذا سرمائے والے کو کاروبار کے منافع سے ضرور حصہ ملنا چاہئے۔ اس کا کام کرنا ضروری نہیں۔

بہر حال اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلام معاشرے میں کامل عدل و انصاف کا قیام چاہتا ہے لہذا اس کے نزدیک معاشی معاملات اور کاروبار کی وہ تمام شکلیں جائز ہیں جو عدل کے مطابق ہوں اور وہ سب شکلیں ناجائز ہیں جو

عدل کے منافی اور ظلم پر مبنی ہوں۔ لیکن یہ فیصلہ کہ کونسی شکایں عدل کے مطابق اور کونسی اس کے خلاف ہیں صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب یہ متعین ہو کہ اسلام میں معاشی حق و عدل اور معاشی ظلم و حق تلفی کا تصور کیا ہے جو اشتراکیت اور سرمایہ داری کے تصور کے عدل و ظلم سے مختلف بھی ہے اور بہتر بھی۔ لہذا موجودہ معاشی ڈھانچے میں اسلام کے نام پر کوئی رد و بدل اور تغیر و تبدل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ پوری توجہ و تحقیق کے ساتھ یہ متعین کیا جائے کہ قرآن و حدیث میں معاشی عدل و ظلم کا جو تصور ہے وہ کیا ہے اور اس پر مبنی معاشی اصول کیا ہیں؛ بلکہ اس سلسلہ میں خاص طور پر جس چیز کے تعین کی اشد ضرورت ہے وہ وہ معاشی مقاصد میں جن کو اسلام نے اپنے معاشی عدل و ظلم اور معاشی اصول و ضوابط کے تعین میں پوری ملحوظ و مد نظر رکھا ہے۔ اور جن کو وہ اپنے مجوزہ مثالی معاشرے میں بروئے کار لانا اور جلوہ گر دیکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے معاشی عدل و انصاف اور معاشی اصول و افکار کا صحیح مطلب سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور نہ اختلاف کو سلجھا یا اور دور کیا جا سکتا ہے جو اسلامی معاشیات کے متعلق علماء کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے اسلام کا معاشی نظام ایک معرکہ بن کر رہ گیا ہے۔ اور جن کو سلجھانے اور دور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ بلکہ سچ پوچھئے تو اسلامی نظریاتی کونسل کے کرنے کا اصل کام یہی تھا کہ وہ اسلامی نظریہ حیات کے ہر پہلو کو نظری طور پر متعین اور واضح کرتی اور یہ بتاتی کہ قرآن و سنت کے مطابق اسلام کا حقیقی اجتماعی نظام، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور ثقافتی طور پر کیا ہے۔ اور وہ غیر اسلامی نظاموں سے بنیادی طور پر کیسے مختلف اور عقلی طور پر کیسے بہتر ہے قطع نظر اس سے کہ موجودہ حالات میں قابل عمل ہے یا نہیں کیونکہ اس کا تعلق تطبیق سے ہے نظریے سے نہیں اور جو بجائے خود ایک مستقل مسئلہ ہے۔ نیز یہ بھی بتاتی کہ اسلام کے حقیقی اجتماعی نظام کے عمل میں آنے اور پائیداری کے ساتھ قائم رہنے کے لئے جس طرح کے ذہنی اور خارجی حالات کا موجود ہونا ضروری ہے وہ کیا اور طریقہ سے وجود میں آسکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی بتاتی کہ اسلام کی وہ حکمت عملی اور حکیمانہ پالیسی کیا ہے جو اس نے ناموافق حالات میں عبوری لائحہ عمل کے لئے تجویز کی اور مسلمان معاشروں کو اس کی اجازت دی ہے کہ وہ ناموافق عبوری حالات میں اس حکمت عملی کو ملحوظ رکھے اپنے لئے عبوری لائحہ عمل بنا سکتے ہیں۔

بہر حال میرا یہ پختہ خیال ہے کہ جب تک اسلامی نظریہ حیات کے متعلق یہ نظری و علمی کام نہ کیا جائے گا ہم خواہش کے باوجود اپنے موجودہ معاشرتی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی ڈھانچے کو اسلام کے مطابق تبدیل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ قدم قدم پر مٹھو کریں کھائیں گے۔ غیر اسلامی کو اسلامی اور اسلامی کو غیر اسلامی سمجھتے رہیں گے۔ اور ہماری بہت سی کوششیں بیکار اور رائیگان جائیں گی۔ اور نتیجتاً ہم گھاٹے میں رہیں گے۔ لہذا مذکورہ علمی و نظری کام اولین فرصت میں اور پوری توجہ و احتیاط کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ ماضی کے طویل تاریخی پس منظر کے نتیجے میں آج ہمارے معاشرے کی جو اعتقادی، ایمانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی صورت حال ہے اس میں اسلام کا حقیقی اجتماعی نظام پہلے تو پوری طرح عمل میں آہی نہیں سکتا اور اگر کسی طرح عمل میں آجائے تو پائیداری کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ اس کے لئے جس طرح کا ذہنی اور خارجی ماحول ضروری اور ناگزیر ہے بدقسمتی سے موجود نہیں لہذا جب تک وہ خاص طرح کا ذہنی و خارجی ماحول وجود میں نہیں آجاتا اس عبوری دور میں ہم اسلامی حکمت عملی کے تحت اپنے لئے عبوری لائحہ عمل بنا سکتے اور ان کے مطابق اپنی عملی زندگی کی لگژری چلا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم اجتماعی طور پر یہ طے کر لیں کہ ہم نے بالآخر اسلام کے حقیقی اجتماعی نظام کو اپنانا اور کامل طور پر اختیار کرنا ہے کیونکہ عبوری لائحہ عمل کی اجازت اور رعایت صرف ایسے مسلم معاشرے کے لئے ہے جس نے اسلام کے حقیقی اجتماعی نظام کو اپنانے اور اختیار کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہو اور اس کے لئے سنجیدگی کے ساتھ وہ مال پیدا کرنے کی کوشش بھی شروع کر دی ہو جو اسلام کے حقیقی اجتماعی نظام کے عمل میں آنے کے لئے ضروری ہے۔ عبوری لائحہ عمل کے متعلق اسلام کی حکمت عملی یہ ہے کہ اس کے بنانے میں دو چیزوں کا پورا لحاظ رکھا جائے ایک یہ کہ وہ معاشرے کے موجودہ حالات میں قابل عمل ہو اس کے نفاذ سے مخالف رد عمل کا اندیشہ نہ ہو جس کا ضرر ہمیشہ حاصل شدہ فائدے سے زیادہ ہوا کرتا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ وہ حقیقی لائحہ عمل کے قریب تر ہو۔ اور اس پر عمل کرنے کے نتیجے میں موجود ظلم و فساد میں کچھ کمی ہو سکتی اور قدم اصل منزل کی طرف بڑھ سکتا ہو اور یہ حکمت عملی اس تصور پر مبنی ہے کہ جب ناموافق و ناسازگار حالات کی وجہ سے کامل خیر و بھلائی کا حصول ممکن نہ ہو اور دو برائیوں میں سے ایک کا اختیار کرنا ضروری ہو تو اس برائی کو بادل ناخواستہ اور وقتی طور پر اختیار کر لیا جائے جو نسبتاً کم درجہ کی ہو۔

اس میں شک نہیں کہ عبوری لائحہ عمل کے تعین کا مسئلہ بڑا نازک اور پیچیدہ مسئلہ ہے جو ایسے لوگوں کے اجتماعی غور و فکر اور صلاح و مشورے ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ جو ایک طرف معاشرے کے ذہنی و خارجی حالات پر وسیع اور گہری نظر رکھتے ہوں اور دوسری طرف اسلام کے حقیقی ضابطہ حیات کو خوب اچھی طرح جانتے ہوں۔ نیز اس حکمت عملی سے بھی پوری طرح آگاہ ہوں جو عبوری لائحہ عمل کے لئے اسلام نے تجویز کی ہے۔ اسی طرح وہ غیر معمولی فہم و فراست اور اعلیٰ سوچ و بوجھ سے بھی آراستہ ہوں۔ اور پھر ہر عبوری لائحہ عمل کے متعلق ہنر و واضح الفاظ میں یہ اعلان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ لائحہ عمل حقیقی طور پر اسلامی نہیں اس کی بنا پر کسی کو اسلام کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہئے اسے ہم اسلامی حکمت عملی کے تحت اپنے موجودہ حالات کی وجہ سے بادل ناخواستہ اختیار کر رہے ہیں جب حالات تبدیل ہوں گے ہم اس کو چھوڑ دیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا جائے کہ اسلام

کا حقیقی لاکھ عمل کیا ہے۔

یہ اعلان اس لئے ضروری ہے کہ بدقسمتی سے آج ہمارے جو ذہنی اور فاعلی حالات ہیں وہ کسی طرح اطمینان بخش نہیں۔ لہذا ان حالات کے مطابق جو بھی لاکھ عمل تجویز ہو گا ظاہر ہے کہ وہ اطمینان بخش نہ ہو گا۔ اس کی بنا پر اسلام کے متعلق کوئی رائے قائم کی جائے گی تو یقیناً اچھی نہ ہوگی۔ مثلاً آج ہم معاشی شعبے سے متعلق جو بھی قابل عمل قسم کا لاکھ عمل تجویز کریں گے ناممکن ہے۔ کہ وہ سود و قمار اور ظلم و استحصاں سے کلی طور پر پاک صاف ہو۔ اس میں ہمیں جاگیر دار اور سرمایہ دار کے مفادات کا ضرور لحاظ رکھنا پڑے گا۔ اور بعض ایسے معاملات معمولی رد و بدل کے ساتھ ضرور قائم رکھنے پڑیں گے جو اگرچہ حرام و ناجائز ہیں۔ لیکن معاشرے کی بڑی اکثریت ان کو یکسر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ آج عام طور پر ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ نفع کی توقع نہ ہو تو کوئی کسی کو اپنا مال مفت ہر تنے کے لئے نہیں دیتا۔ اور مال کی حرص نے حلال و حرام کی تمیز ختم کر دی ہے۔ اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں بڑے سے بڑا مالدار بن جائے۔ اسی طرح ہمیں اس عبوری معاشی لاکھ عمل میں ان غیر مسلم اقوام و ممالک کے مفادات کا لحاظ رکھنا پڑے گا جن کی معیشت سے ہماری معیشت نتھی ہے۔ اور جن کے معاشی اور سیاسی شکستوں میں ہم بڑی طرح کسے ہوئے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ تعمیر و ترقی کے منصوبوں میں ان کے تعاون کے محتاج ہیں بلکہ بعض بنیادی ضروریات کے لئے ان کے دست نگر ہیں لہذا اگر ہم موجودہ حالات میں ان کے مفادات کا لحاظ نہ رکھیں تو اس کے رد عمل سے ہمیں قومی طور پر شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس معاشی لاکھ عمل میں مذکورہ چیزوں کا لحاظ رکھا جائے گا وہ بہت بڑی حد تک سرمایہ دارانہ ہو گا۔ اور اس کی تازہ اور روشن مثال وہ لاکھ عمل ہے جو بلا سود بنکاری کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ لہذا اگر قسم کے لاکھ ہائے عمل کو اسلام کے یسٹل کے ساتھ پیش کیا جائے تو دنیا یہ سمجھنے اور کہنے میں حق بجانب ہوگی کہ اسلام کا معاشی نظام بھی بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ نظام ہے جس سے دنیا بیزار ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے عام مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے لیکن اسلام کو ضرور نقصان پہنچے گا اور ہماری نئی نسل اس سے متنفر ہو کر اشتراکیت کی طرف چلی جائے گی اور اس کے تمام تر ذمہ دار وہ مسلمان ہوں گے جو اسلام کے معاشی نظام کو غلط ترجمانی کر رہے ہیں۔ بنا بریں ضروری ہے کہ ایسے لاکھ ہائے عمل کے متعلق واضح طور پر اعلان ہو کہ یہ اسلامی نہیں۔ اس اعلان کا دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ مسلمان اس عبوری لاکھ عمل کے ساتھ چھٹ کر نہ رہ جائیں گے اور جب وقت آئے گا تو اسے بخوشی چھوڑ دیں گے اور اس سے بہتر دوسرے لاکھ عمل کو اختیار کر لیں گے۔

کچھیں پھر یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کا مقصد محض اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی ہے اور اس ذمہ داری سے عہدہ براہوں نے کی کوشش ہے جو مجھ جیسے لوگوں پر اسلام کی طرف سے عائد ہوتی ہے۔

وضو تو تم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت
ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش
ہونی چاہیے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار - دلکش - موزوں اور
واجبی نرخ پر جوتے بناتی
ہے



سروس شوز

قذافی حسین قذافی

ڈاکٹر ابو الفضل نجات روان

پی۔ ایچ۔ ڈی۔ جامعہ بغداد

عربی کا اثر انگریزی پر

میں بغداد یونیورسٹی میں عربی زبان میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر کے واپس وطن اس خیال سے آیا کہ ملک میں عربی زبان کی کچھ خدمت کر سکوں۔ لیکن اس زبان کے دشمن اب بھی کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔ وہ پاکستانی مسلمانوں کو اپنی دینی زبان اور ثقافت کے قریب نہیں آنے دیتے۔ یہ لوگ انگریزی زبان اور ثقافت کو فروغ دینے میں دن رات مصروف عمل ہیں۔ آج کل پبلک سکولوں کی ایسی بھرمار ہے کہ لادینی عہد میں بھی ایسی نہ بھتی۔ ان سکولوں کا واحد مقصد ہمارے بچوں کو یورپ کی لادینی تہذیب کے قریب تر لانا ہے۔ دوسری طرف معدودے چند دینی مدارس میں جو اپنے معدود مسائل کے دائرے میں کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان اپنے دینی ثقافتی ورثے سے ہمکنار ہو سکیں۔

مقالہ ”عربی کا اثر انگریزی پر“ میں میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ انگریزی زبان بھی عربی کے اثر سے باہر نہیں اور اپنے انگریزی خوان طبقے پر واضح کر دیا ہے۔ کہ عربی اتنی حقیر نہیں جتنی کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ عربی سیکھ کر دیگر زبانوں پر ہم سبقت حاصل کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے اندر اور باہر آپکا مجلہ کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ اس سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ امّ اللسنۃ تو صرف عربی زبان ہے۔ (ڈاکٹر ابو الفضل نجات روان)

مقدمہ :- عربی ایک عالمگیر اور بین الاقوامی زبان ہے۔ کسی قوم کی ترقی اور تنزل سے اسکی زبان متاثر ہوتے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہی حال عربی کا ہے۔ جب امتہ اسلامیہ روحانی اور مادی ترقیوں کی بلندی پر تھی تو قومی اور مذہبی زبان کا یہ حال تھا کہ تجھ پتھ گلی کو چوں میں مزے سے لے کر اس کے اشعار پڑھتا تھا۔ زبان دانی کیلئے صرف و نحو کا بے انتہا ذخیرہ وجود میں آیا۔ ایک ایک معنی کیلئے چار سو تک الفاظ استعمال کئے گئے۔ اپنی اسلامی زبانیں تو درکنار

مغرب کی زبانیں بھی اس سے متاثر ہوئیں، لیکن انگریزی استعماری قوتیں جس طرح امتہ اسلامیہ کی کثیر آبادی پر مسلط ہوئیں اس طرح ہماری اسلامی زبان عربی کی بیخ کنی پر مصر ہوئیں۔ اس وقت جو عربی زبان اور اسکی ثقافت باقی ہے، وہ دینی مدارس کی برکات کی وجہ ہے۔ ہماری علاقائی زبانیں اور قومی زبان انگریزی زبان سے اتنی متاثر ہوئیں کہ ایک انگریز فخریہ طور پر لکھتا ہے کہ پاکستانی ہندوستانی زبانوں میں مشکل سے کوئی ایسی زبان ملے گی جس کے ہر جملے میں انگریزی کا کم از کم ایک لفظ استعمال نہ ہوا ہو۔ یہ درجہ چند صدی پہلے عربی کو حاصل تھا۔ جو انگریز نے اپنی زبان کو دلایا۔ آج پاکستانی پشتو بولنے والا، افغانی پشتو کو کلیتہً سمجھنے سے قاصر ہے اور اس کے برعکس افغانی بھی، کیونکہ افغانستان کی پشتو عربی سے متاثر ہے۔ اور پاکستانی انگریزی ہے۔

مذکرہ بالا عنوان کے تحت میں نے کافی کاوش و محنت سے انگریزی کے تقریباً چار سو الفاظ عربی کے الفاظ و کلمات کے قریب بتلائے ہیں، اور ثابت کیا ہے کہ معمولی تغیر و تبدیل کے ساتھ انگریزی کلمات معنًا و شکلًا عربی مصادر و ماخذ سے مستخرج ہیں۔ ایک انگریز کا کہنا ہے کہ انگریزی کے بنیادی کلمات ایک ہزار ہیں۔ پھر تو نصف انگریزی زبان عربی زبان کی مرمون منت ہو گئی۔

آئیے آج سے عہد کریں کہ عربی زبان کے الفاظ پھر سے قومی اور علاقائی زبانوں میں انگریزی الفاظ کی بجائے استعمال کریں۔

میں نے اپنے ایچ۔ ڈی کے مقالہ میں جو جامعہ بغداد نے چھاپا ہے۔ اور جس کا عنوان تائیسر اللغۃ العربیة علی اللغات الباکستانیة ہے۔ مذکورہ تاثر کو وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے۔

حَدَث — کا معنی حقیر، فضول کے مقابلہ میں ABASSE انگریزی کا لفظ اسی معنی کو مستضمن ہے۔ عربی کے حروف ح۔ ۵۔ ۱۔ ع وغیرہ انگریزی کے A میں بدل جاتے ہیں۔

هَبَطَ — کا معنی گرنا۔ هَبُوطُ الطائِرَة۔ ہوائی جہاز کا اترنا۔ اسی کا ہم شکل و ہم معنی لفظ ABATE ہے۔ اَبَابَة — ولدیت کی نسبت، باپ ہونا۔ انگریزی میں ABBOT جسکا اطلاق روحانی باپ یعنی پادری پر ہوتا ہے۔

أَبَد — ابد الابد۔ ہمیشہ انگریزی میں ABIDE ہے۔

عَبُوسٌ — ناراض، بدیم۔ انگریزی میں اسی نسبت سے ABUSE گالی کو کہتے ہیں۔

أَخَذَ — کا معنی ہے پکڑنا۔ الزام میں پکڑنا ACCUSE لزم اسی مناسبت سے استعمال ہوتا ہے۔

اعَادَة — کا معنی ہے دوبارہ کرنا۔ پیچھے سے اضافہ کرنا۔ اسی معنی کو ADD بھی ادا کرتا ہے۔

أَدْرَسَ — کسی کو پڑھانا سمجھانا۔ خطبہ دینا ADDRESS بعینہ یہی معانی ہے۔

اَدْبَرَ — پیچھے موڑنا۔ زوال آیا۔ ADVERT اور ADVERSAL کا یہی مفہوم ہے۔
 بَرَم — ابرام: مضبوط کرنا، اس کا ہم معانی وہم شکل FIRM ، AFIRM
 عَجَلٌ ، عَجَلَةٌ — عجلہ — دونوں کا معنی ہے جلدی کرنا۔ ان کے مترادف AGILE - AGILITY
 اجاج ، الأجة — گرمی کا شدت اختیار کرنا۔ جنگ میں تیز کرنا۔ AGITATE
 اجراء — جاری کرنا۔ متفق ہونا۔ اسی معانی کو AGREE ادا کرتا ہے۔
 اَيَّدَ اللّٰهَ — اللہ نے مدد کی۔ يَدٌ (ہاتھ) جمع اید بمعنی مدد بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسی کا مترادف معنًا
 وشكلاً AID ہے۔

علیل — بیمار ہونا AIL اسی کا مشابہ ہے دونوں لحاظ سے۔
 اَلْوَا — اَلَا — قسم کھایا۔ لفظ ALOES اسی کا ہم خیال ہے۔
 الیغ — دوست۔ طرفدار۔ ALLY وہی معنی۔
 آمین — کسی بات کی تصدیق کرنا یہ لفظ ہو ہو انگریزی میں مستعمل ہے۔ انگریزی محاورہ —
 ALL GOOD AND GOD SAY AMEN (تمام اچھی باتوں کا اللہ تصدیق کرتا ہے۔)

عَنَى — تکلیف دینا۔ ANNOY اس کا مترادف۔
 عتیق — قدیم ANTIQUE کا یہی معانی ہے۔
 عاثر — سیدھا چلنے والا۔ اس لئے اس پر تیر کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ ARROW
 الصعود — چڑھنا ASCEND کا بھی وہی معانی ہے۔
 السعی — کوشش ASSAY میں وہی مناسبت موجود ہے۔
 اثاث ، اثاثہ — دولت ، ملکیت یہی مفہوم ASSET میں بھی ہے۔
 الشمل — شامل ہونا ، اکٹھا ہونا ASSEMBLY اجتماع کو کہتے ہیں۔
 الصولة — اچانک حملہ کرنا۔ یہی مقصد ASSAULT بھی ادا کرتا ہے۔
 استحوش — وحشت زدہ ہونا۔ حیران ہونا ASTANISH کا وہی مفہوم ہے۔
 بَدَّ — استبداد ، ظلم ، برائی BAD وہی معانی۔
 بَلَاءٌ — مصیبت ، ہلاکت BALE اسی معانی کو سموتے ہوئے ہے۔
 بَلَقٌ — غیر آباد زمین (ارض بلقاء) BALK کا قریباً یہی معانی ہے۔
 بَلْسَمٌ — بلسم کا تیل معروف ہیں انگریزی میں BALSOM نے ادا کیا ہے۔

وَرَقَ — چھلکا۔ پوست BARK اس کا معانی بھونکنا بھی ہے۔ اور چھلکا اُتارنا بھی ہے۔

بَرَصِيلَ — پیپہ۔ BARREL میں کوئی خاص فرق نہیں۔

بَطُولَةٌ — بہادری۔ بطل بہادر اسی نسبت جنگ کو انگریزی میں BATTLE کہتے ہیں۔

بِئْسَ — بُرَا۔ BASE کہنے۔ بُرے شخص کو کہتے ہیں۔

بِتَّ — کاتا۔ اسی معانی کو BITE متضمن ہے۔

بَلَقَ — سفید سیاہ داغ لفظ BLACK اس کے قریب ترین ہے۔

بَدَنٌ — جسم انسانی لفظ BODY اس کا ہم معنی وہم شکل ہے۔

نباتی — پودوں کے متعلق علم کو علم نباتی یا BOTANY کہتے ہیں۔

بُكْرٌ — مگھانا BOX بوکر کا بھی یہی معانی ہے۔

فَرِيقٌ — فرق کرنے والا۔ توڑنا BREAK وہی معانی۔

بُكْلٌ — بکسوہ لگانا BUCKLE اسی کا مترادف ہے۔

بَقٌ — کھٹل BUG (انگریزی میں) کو عربی ق۔ ک۔ ج سے بدلا جاتا ہے۔

بوق — بگل BUGLE۔

بُرٌّ — خشکی، زمین BURRY زمین کے اندر دفن کرنا۔

بوس — بوس لینا BUSS اس کا ہم معانی ہے۔

البتة — البتہ۔ لیکن لفظ BUT اس کا قریب المعانی ہے۔

حبل — رسی۔ CABLE رسی کی شکل میں۔ ٹیلیفون۔ برقیان وغیرہ۔ کے تار جو زمین کے اندر یا سمندر

میں بچھائے جاتے ہیں۔

کَعْکَ — کیک CAKE۔

کَلْسٌ — چونا CALCIAM۔

قال — بات کہی۔ القول بات کرنا CALL پکارنا۔

سلام — امن۔ خاموشی CALM خاموشی۔

جمل — اونٹ۔ CAMEL۔

قوانین — قانون کا جمع CANNON وہی مفہوم ہے۔

کافور — کافور۔ انگریزی میں CAMPHOR کا وہی معانی۔

قَب — سر۔ اُبھری ہوئی جگہ CAP ٹوپی انگریزی کی P عربی کی ب کے مساوی ہے۔

قابل — لائق (CAPABLE)

قبض — گرفتار کرنا CAPTIVE دونوں ہم معانی وہم شکل ہیں۔

قِنہ — نیزہ۔ اسی نسبت سے CANE بانس کو کہتے ہیں جو نیزے میں بطور دستہ مستعمل ہوتا ہے۔

قَط — بلی CAT (انگریزی میں T عربی کے ط۔ ت میں تبدیل ہوتا ہے۔)

کھف — غار۔ انگریزی میں CAVE (کبھی کبھی انگریزی کی V عربی کی ف میں تبدیل ہوتی ہے۔)

اقلیم — ملک۔ علاقہ۔ CLINE کا وہی مقصد ہے۔

قلص — جمع قلوص۔ مختلف چیزوں کو اکٹھا کرنا CLOSE بند کرنا۔

کفن — کفن COFFIN میت کا تابوت۔

قومی — قوم کا COMMUNITY کا بعینہ وہی معانی۔

قناعہ — قانع ہونا CONTENT کسی کا محتاج نہ رہنا۔

قُبہ — گنبد۔ سر۔ محراب۔ COPE اسی معانی کو ادا کرتا ہے۔

جَرَم — غلطی کرنا، گناہ کرنا CRIME وہی معانی۔

عُرَاب — کوا CROW کا وہی تشابہ

قِرَاء — زور سے پڑھنا۔ CRY چلانا۔

قَشْرَة — چھلکا CRUST انگریزی میں اسی مقصد کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

کُؤب — پیالہ CUP۔

قِرط — دودھ کے حجم کو کم کر کے خشک کرنا۔ انگریزی میں CURT کہتے ہیں۔ اور CURD پنیر وہی

کو بھی کہتے ہیں۔

قَطْع — قَدَّ — کاٹنا۔ پھاڑنا۔ اسی مناسبت سے CUT ہے۔

دندل — ہاتھوں کا ہلانا۔ DANGLE کا بھی یہی مفہوم ہے۔

صنیاہ — روشنی۔ دن۔ DAY (عربی کا ض انگریزی کے D کے مقابلہ میں آتا ہے۔)

کلیم — بہت بحث کرنے والا DECLAIM کا بھی یہی مقصود ہے۔

ریت — خون بہا DEPT قرض بدلہ۔

اندفع — دور کرنا۔ DEFENCE اس کا مترادف ہے۔

طاج یا داجن — گھریلو جانور۔ اسی مناسبت سے DOG کتے کو کہتے ہیں۔

دَرَس — برسیدہ کپڑا۔ اسی مناسبت سے DRESS لباس کو کہتے ہیں۔

دحر — دھکیلنا۔ ہانکنا DRIVE چلانا۔

دَوْن — پیچھے یا نیچے DOWN کا معنی بھی وہی ہے۔

دراہم — جمع درہم چاندی کا سکہ فی زمانہ عراقی درہم ۱/۲ روپے پاکستانی۔ انگریزی میں DRACHAM

یا DRAM -

صَرَع — دودھ والے جانور سے دودھ کھینچنا۔ انگریزی میں صرف کھینچنا کے معنی DRAW ہے۔

صَرَاثِر — ضرر، مصیبت DREAR کا بھی وہی مفہوم ہے۔

دَرَف — کھینچنا۔ دھکیلنا DRIFT وہی معانی۔

صَرَبٌ — مارنا DRUB وہی مفہوم۔

صَفَار — بکواس۔ بکنے والا انسان DUFFAR نفس المعانی۔

ارض — زمین۔ انگریزی - EARTH -

عیش — آرام و سکون سے رہنا۔ EASE بھی یہی معانی ادا کرتا ہے۔

ہب ہب — پانی کا آہستہ بہنا EBLE کا بھی تقریباً یہی معانی ہے۔

ابنوس — آبنوس۔ EBBONY -

الفیل — احمق۔ ELEPHANT (انگریزی میں "PH" ف کی آواز دیتی ہے)۔

عَلَوِيَّة — اعلیٰ بلند ELEVATE کا یہی معانی ہے۔

امات — مروایا۔ (موت کے متعلق) روح سے خالی کروانا - EMPTY -

عِنْدَ — کنارے کے معانی میں آتا ہے۔ اور پاس کے معانی میں بھی انگریزی میں کنارے یا خاتے کیلئے

END کا لفظ آتا ہے۔

نَجَعٌ — پھلنا پھولنا۔ خوش ہونا ENJOY لطف اندوز ہونا۔

عَرَّ — ننگا۔ غرابانی ERR غلطی کرنا حقیقت سے ننگا۔

اِسْتَامٌ — کسی چیز کی قیمت لگانا۔ اشارہ کرنا ESTEEM اور

- ESTIMATE

ویل — ہلاکت جو برائی پر منتج ہو EVIL برائی۔

عین — آنکھ EYE -

- فوت۔ ختم ہونا FEDE مرجحانا۔
- فند۔ ضعیف العمری کے باعث ضعیف دل ہونا FAINT کمزور ہونا۔
- باط۔ موٹا جسم FAT۔
- فر۔ خوف کی وجہ سے بھاگنا FEAR خوف۔
- افیک۔ جھوٹ۔ افتراء FICTION جھوٹی روایت۔
- فرت۔ گوبر۔ نجاست FIETH کوڑا کرکٹ TH عربی میں ت کی آواز دیتا ہے۔ مثلاً
- CATHOLIC (کاتولک)
- فلو۔ بچھڑا۔ یہی مفہوم FILLY ادا کرتا ہے۔
- فور۔ جوش مارنا۔ آگ کے ذریعے گرم ہونا۔ FIRE۔
- فلق۔ پھاڑنا FLAKE جدا کرنا۔
- فلطاح۔ پھیلاؤ والا FLOT اسی معانی کو اپنے اندر رکھتا ہے۔
- فرو۔ اڑنا۔ بھاگنا۔ FLY۔
- بنصر۔ دوسری انگلی۔ اسی نسبت سے انگریزی میں FINGER انگلی کو کہتے ہیں۔
- فلتہ۔ رطائی میں بھاگنا FLIGHT کا معانی بھی وہی ہے۔
- بری۔ آزاد۔ FREE آزاد۔
- قرس۔ برڈ قارس۔ سخت سردی۔ FREEZE کا معنی منجمد ہونا۔
- برطع۔ کڑھنا FRET نفس المعانی۔
- فرو۔ کپڑے کو پوستین سے رگانا FUR کا وہی معانی ہے۔
- فیور۔ تند مزاج FURRY وہی مقصد۔
- جب۔ گڑھا کنواں GAP خالی جگہ۔
- جنس۔ جنس GENUS وہی مطلب۔
- جرم۔ جسم اجرام فلکی (آسمانی اجسام) GERM بنیادی نرسری۔
- زنجبیل۔ سوٹھ GINGER وہی مفہوم۔
- جنات۔ جن کی جمع GAINت۔
- جاریہ۔ لڑکی GIRL (جول)

ظلم — اندھیرا GLOOM ظلمت — اندھیرا۔

چلُوٹُ — جلا۔ روشنی۔ GLOMY روشنی۔

جاء — آیا GO (جو) آنا۔

جواد — اللہ کا وہی نام GOD سخی خدا۔

جود — اچھا۔ فیاض۔ GOOD اچھا۔

جَرَد — تجرید کرنا، پوست نکالنا GRIND پینا۔ پوست نکالنا۔

غرس — اگانا۔ GRASS اگی ہوئی گھاس۔

جَرَد — ہموار زمین جَرَاء GROUND۔

قادة — لیڈر رہنما۔ GUIDE۔

جَرَجَرُ — پانی چلنے کی آواز GURGLE پانی چلنے کی آواز۔

قیاس — اندازہ لگانا GUESS۔

ہلیب — سخت سرودن HAILE نزالہ۔ اوے۔

اهلاً — خوش آمدید HALLOW آلو۔

هالة — چاند کا حلقہ HALLOW۔

عرد — سخت۔ HURD۔

حِدَّت — گرمی۔ HEAT۔

حاج — باڑ۔ احاطہ۔ HEDGE۔

ارتة — انگیٹھی۔ HERTH چمنی۔ انگیٹھی۔

عرب — گھاس۔ HERB۔

ارث — وراثت۔ HERITAGE۔

ہین — بُرا۔ HEINOUS صان۔ بُرا۔

حَسَفٌ — سانپ کی آواز HIRS جانوروں کی ہلکی آواز۔

سَطْر — لکھنا۔ اساطیر کہانیاں HISTORY کہانی اور تاریخ (HISTORY) میں گہرا تناسب ہے۔

حور — سفید رنگ HOERY بالوں کا سفید ہونا۔

حِرْقَف — ہچکی۔ HICOUGH۔

- فرس — گھوڑا - HORSE -
 قرن — سینگ - HORN -
 حد — گرم HOT گرم حداد لوبار -
 خالی — خالی HALLOW -
 حزل — چلنے میں تیزی کرنا - HURL -
 ہرع — جلدی کرنا - HURRY -
 عندیہ — خیال - رائے - IDEA -
 علیہ — بیمار ILL بیمار -
 استتم — نقل کرنا - IMITATE -
 امن — امن محفوظ ہونا - IMMUNS ذمہ داری سے بچنا -
 الفاظ — سرایت کرنا INFUSE کا مفہوم بھی وہی ہے -
 نقس — جمع القاس - سیاہی - INK -
 اتارہ — دہرا ہونا - ITERATE دہرا ہونا -
 جہد — کوشش JADE کا بھی یہی مفہوم ہے -
 جرہ — گھڑا - JAR مٹی کا برتن -
 جرت — کھینچنا - JERK -
 ناک — نیل - پانا - KNOWLEDY علم حصول علم -
 قنف — چاقو یا تلوار سے کسی چیز کو کاٹنا - KNIFE چاقو -
 جنس — رشتہ دار - قریبی - KINS -
 لک — لاکھ - لاکھین LAC وہی معنی -
 ولید — لڑکا LAD لڑکا -
 ولیدہ — لڑکی LADY شریف عورت -
 لہب — شعلہ LAMP چراغ -
 لسب — کوڑے LASH کوڑا لگانا -
 لغة — زبان - LANGUAGE -

- لین — نزم LEAN نزم -
 مریح — مَرَح — خوش MARRY -
 میو — بلی کی آواز MEW -
 مِلق — بچے کا ماں کا دودھ پوسنا - MILK دودھ -
 مَزج — ملانا MIX ملاوٹ -
 انیقہ — خوبصورت عورت NICE نفس المطلب -
 عنق — گردن - NECK -
 نبل، نیالہ — شرافت - NOBILITY -
 أَبْصَرَ — دیکھنے والا - OBSERVE بصیرت رکھنے والا -
 عبد - عبودیت — فرمانبرداری - OBEDIENT -
 احد — ایک ODD طاق ایک سے متعلق -
 عداوت — دشمنی - ODIUS دشمنی -
 عطور — خوش بوئے ODOUR خوشبو -
 فردوس — جنت PERADISE جنت فردوس -
 فاز — کامیاب - PASS -
 فلفل — مرچ سیاہ - PEPPER -
 بلغم — بلغم - PHELGAM بلغم -
 باطہ — کھالی - POT برتن -
 بری — پاک PURE خالص -
 بس — بلی - PUSS -
 ارنب — خرگوش - RABBIT -
 ربل — جمع ROBBLE جمع مروان -
 رھیل — شور کرنا RABBLE شور کی وجہ سے کچھ نہ سمجھنا -
 رقعہ — کپڑے وغیرہ کا ٹکڑا - RAG وہی معنی -
 ریئ — سیراب کرنا، بارش RAIN بارش -

- رَمَلًا — تیز چلنا RAMBLE چلنا پھرنا۔
 رَأْسٌ — سر سر پر اٹھانا RISE اٹھانا۔
 رَطَّ — بونا۔ شور کرنا RATTLE چیخ کر بونا۔
 رِضَىٰ — تیار ہو۔ READY تیار ہونا۔
 رَقَنَ — باقی ماندہ حساب پر خوب کھینچنا RECKON حساب کرنا۔
 رِيْرٌ — موٹا تازہ ہونا REAR اٹھانا۔
 رِدْدٌ — سرخ رنگ کا گلاب RED سرخ رنگ۔
 رَفِضَىٰ — انکار REFUSE انکار۔
 رِبِصٌ، مَرِيصٌ — آرام دینا۔ آرام کرنے کی جگہ REPOSE آرام کرنا۔
 رِزٌّ — چاول RICE چاول۔
 رِدٌّ — رو کرنا RID رو کرنا۔
 رِيْجِلٌ — ایک سیارے کا نام RIGEL۔
 رِوْبٌ — جنگ۔ لوٹ مار ROB لوٹ مار۔
 رِوْفٌ — ریفٹ۔ چھت۔ ROOF۔
 رَاسِيَةٌ — جمع رواسی۔ پہاڑ ROCK سخت چٹان۔
 رِبْطَةٌ — رباط۔ رسی۔ بانڈھنا ROPE رسی۔
 رِهْقَانٌ — دھقان RUSTIC دھقان۔
 صَدْمَةٌ — غم۔ تکلیف۔ SAD غمگین۔
 زَعْفَرَانٌ — زعفران SAFFRAN زعفران۔
 صَوْنٌ — غلطی سے محفوظ SANE حفاظت۔
 صِيَانِيَةٌ — حفاظت۔ SANITY۔
 صَبٌ — کسی سیال چیز کا اوپر سے گرنا۔ SAP۔
 صَلَىٰ — صلاۃ۔ دعا کرنا تا بعد از نماز کرنا SALUTE تا بعد از نماز کرنا۔
 صَفِيْرٌ — پھراج۔ SAPHIRE کا یہی مفہوم ہے۔
 سَقْرٌ — صقیر۔ کسی چیز کو جھلسوانا SCARCE وہی معانی۔

- سجیل، سبجل۔ مہر لگانا SEAL کا وہی معانی۔
 سعیر۔ جلتی آگ۔ SEAR۔
 شکان۔ زنجیر۔ ہاتھ کڑی SHACKLE زنجیر۔
 ساق۔ پنڈلی SHANK پنڈلی۔
 شبیہ۔ ہم شکل SHAPE شکل۔
 شطر۔ حصہ۔ کنارہ۔ SHATTER کاٹ کر حصے کرنا۔
 شریف۔ معزز آدمی (شریف مکہ) SHARIF کا وہی مقصد۔
 سنا۔ روشنی SHINE چمک SUN سورج۔
 سفینہ۔ کشتی SHIP جہاز SKIFF چھوٹی کشتی۔
 مکات۔ موچی کا پیشہ SHOE جوتا۔
 ستوط۔ دوڑنا SHOOT دوڑنا۔ تیزی سے چلانا۔
 صوت۔ آواز SHOUT زور سے آواز نکلنا۔
 صریخ۔ چیخ و پکار SHRIEK۔
 شن۔ کسی پر حملہ کرنا۔ SHUN نفرت کرنا۔
 سقیم۔ بیمار SICK بیمار۔
 شاط۔ شاطیج کنارہ SIDE طرف کنارہ۔
 سد۔ بند کرنا SHUT بند کرنا۔
 سلك۔ رسی دھاگہ SILK ریشم۔
 مثالی۔ بطور مثال SIMILIO۔
 شنع۔ برا کام SIN گناہ۔
 سینک۔ کنواں کھوونا۔ گہرا کرنا SINK ڈوبنا۔
 راستہ۔ سیرین۔ بیٹھنے میں استعمال ہونے والا بدن کا حصہ SEAT - SIT۔
 سست۔ چھ SIX چھ۔
 سقائی۔ پلانے والا بارش SKY اسی مناسبت سے آسمان کو کہتے ہیں۔
 سلم۔ جانوروں کا چمڑا زکانا SLAUGHTER ذبح کرنا۔

- صلیقہ۔ روٹی کا ٹکڑا SLICE وہی معانی۔
 سلۃ۔ سلت کاٹنا۔ SLIT۔
 سلیطۃ۔ بد زبان عورت SLUT بد وضع عورت۔
 سہج۔ بد نما کرنا SUMUDGE بد نما کرنا۔
 حقیر۔ نفرت و حقارت SNEER وہی معنی۔
 سَوْت۔ سوگھنا SNUFF وہی معانی۔
 صابون۔ SOAP صابون۔
 شقیص۔ سماجی جماعت والا SOCIETY سماج۔
 صلح۔ زمین بے گیاہ SOIL۔
 سلوۃ۔ تسلی SOLACE تسلی دینا۔
 صلد۔ مضبوط SOLID وہی معانی۔
 صمغور۔ چڑیا SPARROW چڑیا۔
 سالۃ۔ کسی چیز کا رومی حصہ STALE باسی ہوا۔
 صدی۔ رکاوٹ بنا STAND کھڑا ہونا۔
 سطوۃ۔ طاقت۔ حیوان کا حملہ کرنا STOUT کامی معنی۔
 صبر۔ برداشت کرنا SUFFER برداشت۔
 سلک۔ مصیبت میں چیننا SULK وہی معانی۔
 سکر۔ شکر۔ چینی۔ SUGAR۔
 سما۔ بلندی SUMMIT چوٹی۔
 سلحا۔ نگلنا SWALLOW نگلنا۔
 سفوۃ۔ دوڑنے میں تیز SOFT نرم، جس پر آسانی سے دوڑ سکے۔
 تلاوۃ۔ پڑھنا۔ بیان کرنا۔ TALE کہانی TELL بیان کرنا۔
 طلق۔ آزادی سے بولنا TELK تکلم۔
 طویل۔ لمبا TALL لمبا۔
 ترجمہ۔ ایک زبان کے خیال کو دوسرے میں منتقل کرنا TERGUM ترجمہ۔

- ترباق — ترباق THERIAC — ترباق۔
 تَقَن — زمین کو پانی سے کر موٹا کرنا۔ THICK - THICKEN۔
 دریں — غلے کا گھاسنا THRUSS وہی معانی۔
 صنفدع — مینڈک TOUD مینڈک۔
 دَوْر — گھومنا۔ پھرنا۔ TOUR دور۔
 طریق — راستہ TRACK راستہ۔
 ترافق — آپس میں ساتھی ہونا۔ TRAFFIC راستے میں یا تجارت میں ساتھی ہونا۔
 تراک — ایک وقفہ کیلئے جنگ روکنا TRUCE کا وہی معانی۔
 ہرج — تکلیف TRUDGE کسی تکلیف کو معلوم کرنا۔
 توأم — جوڑا۔ TWIN۔
 طبع — چھاپنا TYPE چھاپنا۔
 تارک — باری TURN باری۔
 طوفان — طوفان TYPHOON طوفان۔
 عم — چچا UNCLE وہی معانی۔
 حرج — ہرج۔ اشتغال دلانا URGE اگسنا۔
 عوب — شہری URBAN شہر سے تعلق رکھنے والا۔
 وادی — وادی۔ VALLY وادی۔
 وَبَد — مفلس ہونا VAPIN بے روح ہونا۔
 وسعہ — وسیع VAST وہی معانی۔
 بَسَس — برائی VICE برائی۔
 ویلم — چالباز VILLAN چالباز۔
 ورسق — بسیار خورد VARACIOUS حریصانہ طریق سے کھانا۔
 ویل — غم ہلاکت WAIL غم۔
 وَسَط — کسی چیز کا درمیانی حصہ WAIST کا وہی معانی۔
 وَلَقَ یا ولس — تیزی سے چلنا WALK چلنا۔

عقلمندی

کسی دماغ زبان میں کیوں نہ ہو

ایگل پین

روانی میں کوئی تسبیح نہیں آتی
عمدہ کوالٹی
مضبوطی میں دیرپا



AN INTERNATIONAL PEN

بے پریونس
آزاد فرینڈز
بند کین بیس کرچی

AFC-12/74

کنول لیں، صنم پاپین
ہے نیک پاپین

گتال پش

سنگم پوسی
میر ناز پاپین


جمال... پاپین
جمال... لائن

کاتر پاپین
پرنس پاپین

ہولی کارڈ
سنگ

حسین کے پارچہ جات

حسین کے خوبصورت پارچہ جات
صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ غنائیں ہوں یا



FABRICS

خوش پوشی کے پیش رو

حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کرچی

جوبلی انڈسٹریز سوسائٹی آف پاکستان
کراچی۔ ٹیلی فون نمبر ۲۷۸۲

HTM-177

الاقبک

الاقبک ایکل

عمدہ • وپریا • دیدہ زیب

تیار کردہ

بٹ اند سیریل کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ
چاہ پیری والا سٹریٹ، راولہ روڈ، گجرات

REMAX FANS

کنیکھے سے بہتر سب سے اول کوئی پلاتے ہیں
کمپنیز کی تیار کردہ یونیورسٹی انجینئرنگ کمپنی

نوف ۳۱۸۱

پاکستان کا
نمبر
1
بائیکل



سُہراب

SOHRAB
CYCLES LTD

افغانستان پر روسی جارحیت اور مؤتمر المصنفین کی اہم پیشکش

رُوسی الحاد

تالیف و اشاعت: پوسہ منظر و پیش منظر مؤتمر المصنفین

موشدیم اور کیرنزم حریت اقوام آزادی انکار کا ناصب اور دیگر ناصب کا عظیم دشمن اور انسانیت
اخلاق تمدن کا کن کن مایوں سے باغی ہے، ان سب باتوں کا جواب اور کیرنزم کی نگرانی وغیرہ
جنگ آئندہ نظام اور پیرہ و سیرت و سیرت کے ناپاک اور ناپاک تحقیقی اور تفصیلی جائزہ۔

اہم ابواب کی ایک جھلک جبکہ ہر باب کئی ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے

- ۱۔ عوالت و عوائل
- ۲۔ موشدیم کا کلیتہاً سفر
- ۳۔ عملی سرگرمیاں اور جنگ آئندہ
- ۴۔ موشدیم کی چہرہ و دستیاں
- ۵۔ مذہب و اخلاق و سیرت
- ۶۔ سامراجی تسلط، روس اور افغانستان، پاکستان اور موشدیم

افغانستان پر ظالمانہ بلغار کے بعد روس پاکستان کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔
آئیے اس جارحیت کے ساتھ ساتھ علمی و نگرانی جہاد کیلئے جی کر سکتے ہو یا نہیں۔ ایک بھلائی کے
کردہ چہرہ جس کو یہ نقاب کرنا بہرمان کا رہی زلفیاً

بلاشبہ اس موضوع پر ایک مستند اور تحقیقی کتاب

جس کیلئے صد ہا ماخذ کو کھنگانا گیا ہے۔
قیمت ۱۴ روپے صفحہ ۱۲۰ کاغذ و طباعت عمدہ، تبلیغ کے لئے سونوں پر ۴۳ فیصد رعایت
آج ہی طلب فرمائیں

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ کوثرہ ٹنک ضلع پشاور پاکستان کی

مؤتمر المصنفین کی ایک تازہ تاریخی پیشکش

قادیان سے اسرائیل تک

تالیف و اشاعت: مؤتمر المصنفین

قادیانیت نہیں ہے زیادہ ایک اسلام دشمن سامراجی سیاسی تنظیم ہے، برطانوی سامراج اور
یہودی صہیونیت نے اس سیاسی تحریک کو کامیاب اسلام دشمنی کے لئے استعمال کیا، اسرائیل کے
قیام میں اس کا کردار کیا تھا، ایسے تمام علمی گوشوں کا جی بار جامع مستند اور مدلل انداز میں تحقیقی جائزہ

کتاب کے تیرہ ابواب کی ایک جھلک ہر باب کئی ذیلی عنوانات پر

- ۱۔ سیاسی تحریک مذہبی ہر وہیب
- ۲۔ یہودی صہیونیت
- ۳۔ سامراجی صہیونیت اور کار
- ۴۔ علمی قادیانیت کا دور
- ۵۔ اسرائیل سے تعلق
- ۶۔ اسرائیل سے تعلق
- ۷۔ اسرائیل سے تعلق
- ۸۔ اسرائیل سے تعلق
- ۹۔ اسرائیل سے تعلق
- ۱۰۔ اسرائیل سے تعلق
- ۱۱۔ اسرائیل سے تعلق
- ۱۲۔ اسرائیل سے تعلق

بلاشبہ اس موضوع پر پہلی ایسی مستند اور محققانہ کتاب

جس کیلئے صد ہا ماخذ کو کھنگانا گیا ہے۔
قیمت ۱۴ روپے صفحہ ۱۲۰ کاغذ و طباعت عمدہ، تبلیغ کے لئے سونوں پر ۴۳ فیصد رعایت
آج ہی طلب فرمائیں

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ کوثرہ ٹنک ضلع پشاور

پاکستان

انڈے

غذائی اجزاء

پروٹین: ۰.۰ گرام
کیلوریز: ۰.۰ گرام
کیلشیم: ۰.۰۳ گرام
فاسفورس: ۰.۱۱ گرام
فولاد: ۰.۵۵ ملی گرام
وٹامن اے: ۰.۵۰ آئی۔ یو
وٹامن ڈی: ۰.۳ آئی۔ یو
وٹامن بی ۱۱: ۱۱۳۰ مائیکرو گرام

دو انڈے روزانہ
تندرست و توانا

صاف فارمز

بن قاسم کراچی

ازدادکٹر محمد حنیف پروفیسر شعبہ دینیات
اسلامیہ کالج پشاور

قسط ۲

حیات و آثار میاں محمد عمر چکنی

کشوف و کرامات | کشاف انزل نے آپ کو اسرار و عقالیق کے خزانوں سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ اگرچہ آپ کا اصل کمال کرامت معنوی۔ اتباع شریعت اور خلافت اولی امور سے اجتناب تھا۔ تاہم خداوند تعالیٰ نے تشریف و تکریم کے طور پر آپ کو کرامات حسی سے بھی نوازا۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار عجیب و غریب کرامات کا ظہور ہوا۔ جن کی وجہ سے آپ اقطار عالم میں بہت مشہرت رکھتے تھے۔

سلوک و تصوف میں آپ کا مقام | ولایت و عرفان میں آپ کو درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ کی ملکیت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور ایک موجد روحانی پیشوا اور پیر و مرشد کی حیثیت سے آپ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع تھا۔
آپ کا علمی مقام | آپ ایک محقق اور متبحر عالم تھے اور خداوند رحمن و رحیم نے علوم ظاہری و باطنی دونوں سے بہت کچھ عنایت فرمایا تھا۔

علم تفسیر حدیث، فقہ، تاریخ اور مذاہب عالم کے علاوہ علم منطق میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی۔ آپ اپنے دور کے ممتاز مناظر تھے۔ خدائے ذوالجلال نے آپ کو بے پناہ جاہ و جلال سے نوازا تھا۔ وقت کے بڑے

۱۔ مناقب از داوین ص ۴۰-۱۸۴۰، نورالبیان ص ۶۶، مناقبات فقیر از شمس الدین (قلمی) ص ۶۳۔ کتب خانہ

پشتواکمیڈی پشاور یونیورسٹی کے تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں مناقب از مولانا داوین۔ مناقب از مسعود

گل۔ نورالبیان از شیخ نور محمد۔ مناقب از محمد شفیق خٹک کے ترمذیہ الاسلام (عربی) از قاضی عرفان الدین

طبع لاہور ۱۳۲۲ھ ص ۱۸۴، ۱۸۵، المعالی ص ۱۲، المعالی ص ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، مناقب از

محمد شفیق ص ۵۔ مناقب از شیخ نور محمد ص ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، مناقب از مسعود گل ص ۸، ۹۔ دیوان عبد العظیم

بابا طبع پشاور ۱۹۵۷ء ص ۲۷۔ دیوان حافظ ایوری طبع پشاور ۱۳۶۶ھ ص ۱۶۱۔ شاہنامہ احمدی (قلمی) ص ۲۳۶

مناقب فقیر ص ۳، دیوان کالم خان شیدا (قلمی) ص ۸۰، نورالبیان ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، مناقب لائق السمع

فی تحقیق الحمد (قلمی) از صاحب زادہ احمدی ص ۱۲، ۱۳، مناقب خانہ اسلامیہ کالج پشاور

بڑے فصیح و بلیغ عالم اور مایہ ناز مناظر بھی آپ کے سامنے ساکت رہتے۔ اور آپ کے تبحر علمی کے سامنے اپنی کم علمی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

مذہبی اور فاضل خدمات | آپ نے دین اسلام کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ ارشاد و ہدایت اور لوگوں کو پند و نصیحت کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ آپ کے روزمرہ کا معمول یہ تھا کہ بلاناغہ ظہر کی نماز کے بعد اپنے باغیچہ میں مجلس ارشاد منعقد کرتے۔ جس میں قرآن و سنت کا بیان ہوتا۔ رات گئے تک اصلاح و ارشاد کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ دور دور سے طالبان حق آتے اور آپ کے بحر فیضان سے فیض یاب ہوتے۔ اس کے علاوہ آپ خود بھی دعوت و تبلیغ کی خاطر دور افتادہ علاقوں میں نثر لپی لے جاتے اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے تھے۔

آپ کے آثار شاہد ہیں کہ آپ نے دین اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لئے ایک منظم مہم چلائی۔ اسلام دشمن قوتوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا۔ اپنی روحانی قوت و اثر سے یہاں کے روحانی مردوں میں روح پھونک دی۔ تحریروں و تقریر کے ذریعے نفسانی خواہشات کے پجاریوں اور زمام نہاد روحانی پیشواؤں کے باطل عقائد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اس طرح آپ اور آپ کے پیروکاروں کی پیہم اور انتھاک جہد و جہد کی بدولت اس خطہ ارض میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہوئی۔ اور کافی حد تک بدعات اور مروجہ بری رسومات کا قلع قمع ہو گیا۔

آپ ایک مدبر اور دور اندیش بزرگ تھے اور معاشرے کی ہر برائی پر کڑی نظر رکھتے۔ آپ نے نہ صرف سلوک و تصوف کا راستہ بنایا بلکہ ایک واعظ و مبلغ کی حیثیت سے اصلاح معاشرہ کی کوشش کی۔ بلکہ اخروی فوز و خلاح کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی کے اہم مسائل کو حل کرنے اور رفاہ عامہ کے کاموں پر بھی خاص توجہ دی۔ آپ کی ان مساعی جمیلہ کا اثر ہے کہ آج دو صدیاں گزر جانے کے بعد بھی خلقِ خدا کی زبان پر آپ کا نام باقی ہے اور انتشار اللہ تا قیامت باقی رہے گا۔

ہرگز نمیر و آنکہ دلش زندہ شد عشق بہ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

سلاطین اور امراء وقت کے ساتھ روابط و تعلقات | حضرت میاں صاحب چمکنی ایک صاحبِ جلال و

۱۰ تصویح المعانی ص ۵۶ ۱۱ مناقب میاں صاحب چمکنی (قلبی) از محمد شفیق خٹک ص ۳۳ کتب خانہ ریکارڈ آفس

پشاور ۱۲ مناقب از مسعود گل ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹

صاحب جمال بزرگ تھے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو فقیری میں سلطانی عطا فرمائی تھی یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ذمی جاہ امراء و سلاطین آپ کی درگاہ میں حاضری دینا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ وقت کے جو امراد سردار آپ کی دست بوسی کے لئے چمکنی آتے ان میں سے افغان صوفی منس حکمران حضرت احمد شاہ درانی۔ نادر شاہ افشار۔ تیمور شاہ درانی۔ احمد شاہ درانی کے سپہ سالار سردار جہان خان خوگیانی۔ احمد شاہ درانی کے وزیر اعظم شاہ ولی خان درانی۔ امیر لشکر سردار عبداللہ خان درانی۔ ارباب آراو خان مہمند۔ جان محمد درانی۔ شہباز خان خٹک۔ سردار فتح خان کمال زئی۔ احمد شاہ درانی کے وزیر عدلیہ اخوند فیصل اللہ خان۔ سردار فیض طلب خاں۔ ارباب زاوہ لشکر خان۔ ارباب معز اللہ خان مہمند۔ نور الدین خان بامی زئی حاکم کشمیر، نصر اللہ خان اورک زئی۔ رئیس پشاور اور نور محمد خان خوگیانی حاکم پشاور) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سکھانے فقر کے آداب تو نے بادشاہی کو: جلال قیصری بجننا جمال خانقاہی کو

آپ کی خانقاہ کی شہرت اور اثر و رسوخ | حضرت میاں صاحب چمکنی نہایت اہم ممتاز اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ اور اس علاقے کی سیاست اور بہاں کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت کو بحال کرنے میں آپ کو بڑا عمل دخل تھا۔ آپ نے اپنے اثر و رسوخ اور شہرت و مقبولیت کی بنا پر تمام مذہبی اور سیاسی معاملات میں بہت اہم اور تاریخی کردار ادا کیا۔ اور آپ کی خانقاہ اسلامی خانقاہی نظام کی اہم اور مضبوط کڑی تھی۔ بارہویں صدی ہجری میں سرزمین پاک و ہند میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی میاں تک کہ جب احمد شاہ درانی (المتوفی ۱۱۸۶ھ) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی تحریک پر کفار ہند کے خلاف لشکر کشی پر آمادہ ہوئے تو

۱۰ شاہان وقت اور امراء و حکام سلطنت کے ساتھ روابط و تعلقات رکھنا اصلاح احواں کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ صوفیائے کرام میں اس طریق کار کے سب سے پر زور ترجمان طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ رہے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ شریعت کی قوت و اشاعت سلاطین وقت کی اعانت و مدد کے بغیر میسر نہیں ہو سکتی۔ (ملاحظہ ہو اشاعت

۲۷۴-۲۸۲: تاریخ مشائخ خشتیت از خلیق احمد نظامی طبع دہلی ۱۹۵۳ء، ص ۱۹۱)

خواجہ عبید اللہ اصحاب فرمایا کرتے تھے کہ:

اگر ہم شیخی (پیری و مریدی) کرتے تو اس زمانے میں کوئی دوسرا شیخ مرید نہ پاتا (یعنی سب کے سب ہمارے مرید بن جاتے) مگر ہم دوسرے کام پر مامور ہیں۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کو بادشاہان وقت کی وساطت سے ظلم و شر سے محفوظ رکھیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں اور ان کے نفوس کو مسخر کر کے اس طرح مسلمانوں کی مطلب باری کریں (رواد کوثر از

شیخ محمد اکرم ص ۱۲۷)

اس ساری مہم میں وہ اس خانقاہ سے ہدایات اور مدد حاصل کرتے رہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ سپاسی مرکزیت کے نقطہ نظر سے اس خانقاہ کو ایک دارالخلافت اور علوم و فنون کے نشر و اشاعت کے اعتبار سے ایک دارالعلوم کی حیثیت حاصل تھی۔ اس خانقاہ کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ۳۲ ہزار جریب سے زیادہ جائیداد اس کے اخراجات کے لئے وقف تھی جس میں سے بارہ ہزار نو سو پچاس جریب ۲ کنال پونے تیرہ مرلے زمین آج بھی محکمہ اوقاف صوبہ سرحد کے تصرف میں ہے۔ یہ تمام جائیداد آپ کے تصرف میں تھی۔ مگر اس کی آمدنی ذاتی آسائش اور عیش و عشرت پر نہیں بلکہ مجاہدین کے جنگی ساز و سامان، علماء و طلباء کی ضروریات، غربا و مساکین کی خوراک و پوشاک، اسلامی مدارس کی کفالت اور طالبان راہ طریقت کی مہمان نوازی پر صرف ہوتی تھی۔ کفار کے خلاف احمد شاہ درانی کی جنگی مہمات میں آپ کے ممتاز مرید بشکرا سلامی کے ہمراہ ہوتے تھے لیکہ اور پانی پت کی آخری جنگ میں تو آپ کے ساڑھے سترہ ہزار مرید مجاہدانہ شریک ہوئے تھے۔

وفات | آخر کار رجب ۱۱۹۰ھ - ۱۷۷۶ء کو جمعرات کے دن تقریباً سو سال کی عمر میں جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اور اس طرح علم و عرفان کا یہ آفتاب عالم تاب بے شمار بندگانِ خدا کے تاریک سینوں کو منور کرتا ہوا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ظاہری آنکھوں سے روپوش ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ آفاق محمد عمر آل عاربِ حق بود چوں مرد پاک دیدہ عزیز مردم
 او بہ فردوسِ رواں شد ز سر لے فانی گشت از چشم جہاں میں بہ آسانی گم شد
تصنیفات و تالیفات | خداوند تعالیٰ نے آپ کو نہایت بابرکت زندگی عطا فرمائی تھی۔ اگرچہ عمر کا بیشتر حصہ

۱۵ مناقب میاں صاحب چکنی، از مولانا مسعود گل حدود ۱۲۱۲ھ ص ۷۷، ۷۸، مناقب از مولانا نور محمد قریشی (قلمی) ۱۱۹۸ھ
 ص ۳۸، ۳۹ - تیمور شاہ درانی، از عزیز الدین و کیلی اشاعت دوم ج ۲ ص ۶۷ - تواریخ حافظ رحمت خانی، (اردو ترجمہ از روشن خان) ۱۹۷۶ء ص ۳۳ - احمد شاہ از گنڈا سنگھ ص ۲۸ - نیگیالی پنیستان از خان میر بلالی ص ۱۱۲، ۱۱۳ - اویار کرام
 ص ۱۲۰ - ریکارڈ محکمہ اوقاف صوبہ سرحد پشاور، میاں صاحب چکنی از نصر اللہ خان نصر ۱۹۵۱ء ص ۳۰ - نورالنبیان
 ص ۶۸ - ۶۹ و شوکتو میاں عمر صاحب (میاں صاحب چکنی) از نصر اللہ خان نصر ۱۹۵۱ء ص ۸۷، روحانی تزلزلون ۲۸۱ - ۲۸۳
 ۱۶ مناقب میاں صاحب چکنی (قلمی پشتو منظوم) از مولانا دادین ۱۳۱۹ھ کتب خانہ مولانا یعقوب مرحوم چکنی سے روحانی
 تزلزلون ص ۷۵، ۷۶ مناقب میاں صاحب چکنی از مولانا دادین ص ۱۶۶ - یہ قطعہ تیمور شاہ درانی کے درباری منشی نے
 حضرت میاں صاحب چکنی کی وفات کے موقع پر تحریر کیا (ملاحظہ ہو تیمور شاہ درانی از عزیز الدین و کیلی (فارسی) طبع کابل، ۱۳۱۹ھ
 دوم جلد دوم -

عبادت و ریاضت، ارشاد و ہدایت اور وعظ و نصیحت میں گذارا۔ اس کے باوجود علم و ادب کے میدان میں بھی بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ ایک کثیر التصانیف عالم تھے۔ اور مختلف علوم پر فارسی، عربی اور پشتو نظم و نثر میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ آپ کی جو کتابیں آج کل دستیاب ہیں ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:-

المعالی (قلمی) | المعالی علامہ علی بن عثمان محمد لاوشی کی مشہور تصنیف قصیدۃ امالی کی شرح ہے۔ اس کا سن تالیف ۱۱۵۸ھ ہے۔ اس میں آپ نے اہل سنت و الجماعہ کے عقائد کے بیان کے ساتھ ساتھ نہایت معقول اور مدلل طریقے پر فرق باطلہ کے عقائد کا رد فرمایا ہے۔

یہ کتاب دس ابواب پر منقسم اور کل ۹۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ کتاب کا اندازہ محققانہ ہے۔ اور آپ کے علمی تبصرے، سوز و دروں، احساسات و جذبات، اعتقادات و نظریات اور مذہبی جوش و جذبے کا مکمل آئینہ دار ہے۔ اس کا ایک نسخہ مولانا فضل مہرانی صاحب مرحوم کے کتب خانہ واقعہ بہانہ ہانٹری پشاور شہر میں محفوظ ہے۔

شمس الہدی (قلمی) | کتاب کا پورا نام "شمس الہدی بدرالدجلی فی ذکر ایمان والدی خیر الوری" ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی نجات کے موضوع پر نہایت مفصل بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا سن تالیف ۱۱۸۳ھ ہے عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور کل ۴۴۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کا ایک نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

ظواہر السرائر (قلمی) | یہ کتاب فارسی میں ہے اور تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسے ایک روزنامہ کی حیثیت حاصل ہے اور اس میں ۱۱۱۲ھ تک آپ کی تمام مصروفیات اور گہریوں کا ریکارڈ محفوظ ہے اگرچہ اس کتاب کا اصل مقصد حضرت شیخ سعدی لاہوری کے احوال و خوارق کو قلم بند کرنا ہے مگر ضمناً اس میں حضرت سید آدم بنوری (المتوفی ۱۰۵۳ھ) سے لے کر مولف موصوف کے وقت تک اس علاقے کے تقریباً بڑے بڑے نقشبندی علماء و اولیاء کے تبلیغی اسفار اور آپس میں ان کے تعلقات و روابط کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا سن تالیف ۱۱۱۲ھ ہے۔ اس کی زبان سادہ ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ تمام تاریخی واقعات کے ساتھ سنین کا اہتمام کیا گیا ہے۔

کتاب ایک تمہید اور تین مناظر پر منقسم اور تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے چار نسخے مندرجہ ذیل مقامات پر محفوظ ہیں:-

- ۱- اور ٹیبل لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاہور (شیرانی گلشن)
- ۲- کتب خانہ شیخ محمد محدث۔ واقع رامپور۔ انڈیا
- ۳- پشتو ادبی۔ ٹولنہ لائبریری۔ کابل۔
- ۴- کتب خانہ کرنل سید سلطان علی شاہ بنوری (دریٹائرڈ) کوہاٹ۔ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے مگر نہایت خوشخط لکھا ہوا ہے۔

توضیح المعانی | توضیح المعانی فقہ حنفی کی مشہور کتاب غلامہ کیدانی کا منظوم پشتو ترجمہ ہے اس کتاب کی اصل غرض و غایت پٹھانوں کو دینی مسائل سمجھانا اور انہیں اطاعت خداوندی کی ترغیب دلانا ہے۔ اس مقصد کے لئے اس کے آخریں ارشاد و ہدایت کی خاطر وعظ و نصیحت پر مشتمل چند گراں قدر حکایات کا اضافہ کیا ہے نظم کی شکل مثنوی اور اس کا شعر نہایت رواں اور سادہ ہے۔ اور پند و مواعظت کے مضامین کو نہایت مؤثر اور دلنشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ کتاب تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اس میں آپ نے اپنے آباؤ و اجداد کے حالات اور اپنا شجرہ نسب اور شجرہ طریقت بھی قلم بند کیا ہے۔ اور خصوصاً افغانوں کے نسب نامہ کے بارے میں نہایت مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ بہانہ مانٹری پشاور شہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

الغنائی علیٰ منہج قواعد الامالی | یہ عربی زبان میں منظوم قصیدہ ہے۔ اور اس کا موضوع علم توحید ہے۔ علامہ محمد الاوشی کے قصیدہ امالی کے طرز پر مرتب کیا گیا ہے اور آپ کی تحریک اصلاح عقائد کا ایک حصہ ہے۔ چونکہ شعر نثر کے مقابلہ میں مختصر مگر جامع اور زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اور اس کے حفظ کرنے میں آسانی بھی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس علاقہ میں مروجہ زبانوں یعنی پشتو۔ فارسی اور عربی تینوں میں شعر لکھنے کو حصول مقصد کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

یہ قصیدہ اہل سنت و الجماعہ کے عقائد کو شامل ہے اور بالاجمال اس میں تمام عقائد باطلہ کا رد کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ آپ کے اہم ادبی آثار میں سے ہے اور راقم الحروف کے خیال میں آپ اس علاقے کے واحد پٹھان عالم ہیں جنہوں نے اہل سنت و الجماعہ کے عقائد کو منظوم عربی زبان میں پیش کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ جناب مولانا محمد القدر صاحب، سابق صدر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

شمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (ذیلی) | یہ شمال نبوی پر ایک مختصر کتاب ہے اور منظوم پشتو میں لکھی گئی ہے اس دور کے جمید عالم و صوفی اور پختہ کار شاعر مولانا دادین نے اس کے حسن و خوبی کی بہت داد دی ہے بلکہ

اس کتاب کا ایک نسخہ بہانہ مانٹری پشاور شہر کے کتب خانہ میں ہے جس کا سن تالیف ۱۱۶۲ھ ۱۷۵۸ء ہے جب کہ اس کا دوسرا نسخہ عبد الحلیم اثر صاحب ساکن تخت بھائی (مردان) کے پاس محفوظ ہے۔
 دینتو نسب نامہ (قلمی) | یہ کتاب منظوم اور اس کی زبان پشتو ہے۔ اس کا موضوع علم الانساب ہے تاریخی
 (پٹھانوں کا نسب نامہ) | لحاظ سے بہت اہم ہے اور اس میں افغان قوم کے شجرہ ہائے نسب کی تفصیلاً
 درج ہیں۔ مولف افغانی کے مولف زرداوخان اور عیبات افغانی کے مولف محمد حیات خان نے اپنی تالیفات میں
 اس کتاب سے استفادے کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ لندن میوزیم میں موجود ہے۔

نصیحت عباد اللہ و امت | یہ رسالہ عربی زبان میں تمباکو نوشی کی حرمت پر لکھا گیا ہے اور ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | میں پہلی بار مطبع کانپور اور دوسری بار ۱۳۸۲ھ میں منظور عام پریس پشاور میں
 چھپ چکا ہے۔ درحقیقت یہ میاں صاحب چمکنی کی تصنیف نہیں بلکہ غلطی سے آپ کی جانب یہ کتاب
 منسوب کی گئی ہے۔ کیونکہ اول تو اس رسالہ کے آخر میں جن علماء کی مہریں اور دستخط ثبت ہیں وہ تمام بہت بعد
 کے زمانے کے ہیں۔ یہاں تک کہ اخوند صاحب سوات (اکتوبری ۱۲۹۵ھ ۱۹۶۷ء) کے خلف الرشید حضرت میاں
 گل صاحب کی مہر بھی اس پر موجود ہے۔ دوم یہ کہ مولف نے وجیہ الدین العلوی الاحمد آبادی کو اپنا استاد بتایا،
 جو آپ کا استاد نہیں رہا۔ سوم یہ کہ مولف کتاب لکھتا ہے۔ کہ اس رسالہ کی تکمیل کے بعد ۱۰۲۷ھ ۱۹۳۷ء میں
 ہیں۔ عربین شریفین کے علماء کی جانب سے فتاویٰ موصول ہوتے۔ جو اس رسالہ کے ساتھ منسلک کر گئے
 چونکہ حضرت میاں صاحب چمکنی ۱۰۸۲ھ میں پیدا ہوئے اس لئے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ
 مطبوعہ رسالہ حضرت میاں صاحب چمکنی کی تصنیف نہیں ہے۔

حضرت میاں صاحب چمکنی | اچھے شعر کی سحر انگیزی مسلمات میں سے ہے۔ شاعری حصول مقصد کا نہایت
 بحیثیت ادیب و شاعر | مؤثر ذریعہ ہے۔ آپ نے اس وسیلہ اظہار کے ذریعہ بھی دینی مسائل کے
 سمجھانے جستجوئے حق کی راہ میں انسانی جذبات کو ابھارنے اور صحیح رہنمائی کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اور
 پشتو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔

آپ کی شاعری صوفیانہ تھی اور اس میں اطاعت و عبادت ذکر و فکر اخلاص اور زہد فی الدنیا کی تلقین موجود ہے
 آپ نے اپنی کتاب ظواہر السمرات میں حضرت شیخ سعدی لاہوری اور حضرت مولانا شیخ محمد کجی کی منقبت میں

۱۷ صولت افغانی صبح حیدر آباد دکن ۱۸۷۶ء ص ۲۲۹، حیات افغانی ص ۱۵۶، روحانی تڑون ص ۱۷۱، نصیحت عباد اللہ

فارسی زبان میں شاہکار قصیدے قلم بند کرتے ہیں۔
 الفریقیہ حضرت میاں صاحب چمکنی ایک جامع الکلمات شخصیت تھے۔ کیونکہ آپ نہ صرف عالم تھے بلکہ عالم بھی
 تھے۔ پیرو مشد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز مدرس بھی تھے۔ صاحب نظر اور صاحب لفظ ہی نہ تھے بلکہ صاحب
 قلم بھی تھے۔ اگہ ایک طرف بہترین مبلغ تھے۔ تو دوسری طرف زبردست خطابی اور استدلالی قوت سے متصف
 مقرر اور مناظر بھی تھے نہ صرف مالدار تھے بلکہ خواجہ احرار جیسے سخی بھی تھے۔ صادق ہونے کے ساتھ عادل بھی تھے۔
 مسلمانوں پر مہربان تھے تو اہل باطل کے لئے سیف قاطع بھی تھے۔ اور اکل حلال کی نعمت سے نوازے ہوئے صدق
 مقال کی صفحت سے آراستہ و پیراستہ بھی تھے۔

اولاد | حضرت میاں صاحب چمکنی کے دو صاحب زادے تھے۔ فرزند اکبر کا نام حضرت صاحب زادہ محمد سی
 تھا۔ ۱۱۰۹ھ - ۱۶۹۷ء میں چمکنی میں پیدا ہوئے۔ حضرت میاں صاحب چمکنی نے اپنی وفات سے پہلے القاریض
 اور اجرا سلسلہ کی خاطر ان کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کیا۔

صاحب زادہ موصوف صاحب تصانیف عالم، باکمال صوفی، بلند پایہ ادیب اور پشتو زبان کے صاحب دیوان
 شاعر تھے۔ عربی زبان میں بھی شعر گوئی کی ہے اور نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۲۸
 نعتوں پر مشتمل ہے۔

۱۲۲۰ھ ۱۸۰۵ء میں جام وصال نوش فرمایا۔ موضع چمکنی میں اپنے والدین رگوار کے پہلو میں مدفون ہیں۔
 حضرت میاں صاحب کے دوسرے بیٹے کا نام عبد اللہ تھا۔ عبد اللہ اور احمدی کے نام سے ملقب اور میاں
 گل کے نام سے مشہور تھے۔ ۱۱۱۶ھ میں چمکنی میں پیدا ہوئے۔ حضرت صاحب زادہ محمدی کی وفات کے بعد
 سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔ ان کا مزار حضرت میاں صاحب کے مزار کے احاطہ میں
 واقع ہے۔

صاحب زادہ موصوف صاحب تصانیف عالم تھے۔ فارسی، عربی اور پشتو تینوں زبانوں میں کتابیں لکھیں
 آپ صاحب ذوق شاعر تھے۔ پشتو اور فارسی دونوں میں شعر گوئی کی ہے۔

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو غلام احمد رکنی، کتب خانہ کوہاٹ، ص ۳۱۷ تا ۳۲۰ - ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶،

آپ کی صاحبزادیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ اب تک صرف ایک صاحبزادی کا نام معلوم ہو سکا ہے۔ جن کا نام زین النساء تھا جو نہایت پاک دامن اور نابالغ خاتون تھیں۔ اور اپنے دیگر افراد خاندان کی طرح مذہبی اور علمی خدمات میں برابر کی شریک رہیں۔ آپ کا تہوں سے قرآن کریم کے نسخے لکھوا کر فی سبیل اللہ وقف کر دیتیں۔ راقم الحروف کو قرآن کریم کا ایک قلمی نسخہ ملا ہے جس کے آخر میں حسب ذیل عبارت درج ہے۔

ایں قرآن مجید و فرقان حمید رابعہ ثانی خدیجہ و دوران زین النساء بنت عمدة المتورعین قطب الاقطاب غوث زبان حضرت میاں صاحب چمکنی حسبہ اللہ وقف کردہ ۱۲۳۱ھ

اس عبارت سے ایک طرف اگر ان کی عظمت پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ زین النساء ۱۲۳۱ھ، ۱۸۱۵ء میں زندہ اور اپنی خاندانی روایات کے مطابق دینی خدمات میں سرگرم عمل تھیں۔ مزار اور سالانہ اجتماع | آپ کا مزار موضع چمکنی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار کی عمارت پختہ ہے

اور تاریخ پشاور نے حضرت صاحبزادہ محمدی کو اس کا بانی بتایا ہے۔ ہر سال رجب کے پہلے ہفتے میں بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو ایک تقریب منعقد ہوا کرتی ہے اس موقع پر علاقہ کے مشہور و معروف علماء کرام کو مدعو کر کے اس باکمال عہد فی عالم کی حیات اور تعلیمات و ارشادات سے لوگوں کو روشناس کرایا جاتا ہے :

بقیہ عربی زبان

فنا — زائل ہونا WANE گھٹنا۔

مطر — بارش WATER پانی۔

دھونا — دھونا WASH دھونا۔

دع — دل کا کمزور ہونا WEAR کمزور ہونا۔

دُ — محبت کرنا WET گیلنا کرنا۔

حنطۃ — گندم WHEAT گندم۔

شہو — خواہش WISH چاہت۔

ویب — غم WOE مصیبت۔ غم۔

عود — لکڑی WOOD وہی معانی۔

دار — کسی کو مصیبت میں ڈالنا WORRY پریشان کرنا۔

زیغ — کجی ZIGZAG پیچیدہ راستہ۔

حس — بہادری۔ بہادر۔ غیور ZEALOUS

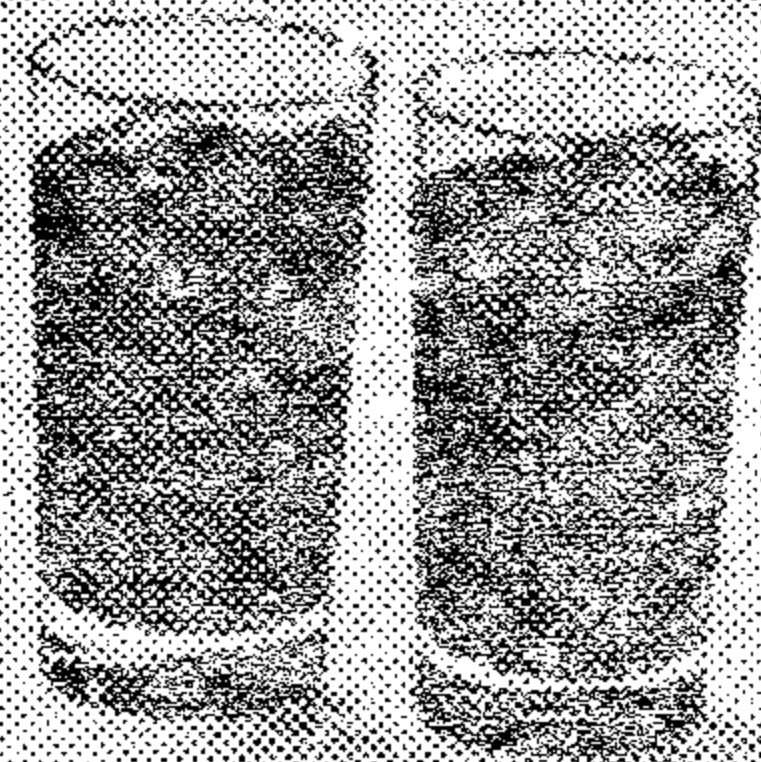
تغیر کی دنیا میں روح افزا کو دوام حاصل ہے

روح افزا جیسے سچے مشروب کی تخلیق میں طویل تجربہ
فنی مہارت اور طبی علم و دانش کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس کی کوالتی بھی
اسی مہارت سے قائم و دائم رکھی جاتی ہے۔
بے شک ذائقہ، تاثیر اور رنگ میں کوئی مشروب
روح افزا کا ثانی نہیں۔

مشروبات میں سرفہرست

روح افزا

مکورد





Star's
TREVIRA®

ANOTHER TWINKLING
ADDITION IN THE GALAXY
OF STAR FABRICS

AND IT'S **SANFORIZED**

- BLENDED FABRICS
- CREASE RESISTANT
- WASH-N-WEAR
- MERCERISED



Star **TEXTILE MILLS LTD., KARACHI**
makers of the finest poplins

افکار و اخبار

قارئین احق

✽ شام کی کمیونسٹ میں علماء کا قتل عام

✽ مصائب نبویؐ

✽ اور اب شراب کی باری آئی

✽ اعجاز قرآن

✽ انگریزی اخبار کی اسلام دشمنی

محترمی۔ السلام علیکم۔

علماء کا فرض ہے اسلام کی حفاظت کرنا۔ آپ ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ ہر زمانے میں علماء کرام نے اس دین کے لئے جانی و مالی قربانیاں دیں۔ جیسے سعید بن جبیر، عبداللہ بن مبارک، العزیز بن عبد السلام رضی اللہ عنہما وغیرہ علماء ہی ایسے لوگ ہیں جن کے سامنے ظالم سے ظالم انسان بھی سر جھکا دیتے ہیں۔ سوائے کفار اور یہود کے۔ قرآن الہی بھی یہی ہے کہ علماء اور اولیاء اللہ کے خلاف جانا دراصل اللہ سے بغاوت ہے۔ لیکن غیر مسلم نصیری فرقے سے تعلق رکھنے والے شامی حکام، اسرائیلیوں کی طرح مسلمانوں پر خصوصاً اور علماء کرام پر عموماً بے پناہ مظالم توڑ رہے ہیں۔ بہت سے علماء ان کے لرزہ خیز مظالم کی تاب نہ لاتے ہوئے جہاں بحق ہو چکے ہیں۔ اور اب بھی ان کی بڑی تعداد ان مصائب میں مبتلا ہے۔

علماء کے ساتھ غیر مسلم شامی حکام کے اذیت سوز مظالم کی ایک نئی سی جھلک ذیل کے واقعات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۱۔ دمشق | جون ۱۹۸۰ء میں شیخ علاؤ الدین بن الشیخ احمد کو شہید کر دیا گیا۔ جب کہ ان کے بھائی چند روز قبل ہی شہید

ہوئے۔ آپ کی شہادت کے بعد ان کے والدین اور دیگر بہن بھائی جیل میں اذیت ناک زندگی گزار رہے ہیں۔

۲۔ حلب | ۲۸ جون ۱۹۸۰ء کو ایک ہی دن کے اندر مندرجہ ذیل چار علماء کو جیل میں شہید کر دیا گیا۔

۱۔ شیخ حسن حاج ابراہیم۔ ۲۔ شیخ محمد خیر زیتونی۔ ۳۔ شیخ محمد عثمان جمال۔ ۴۔ عبد الرؤف محمد۔ اس شہر میں جامع عبد الرحمن کے امام شیخ موفق پر جتہ اور خطیب الجمعہ کو حکام نے امامت کرنے سے منع کر دیا۔ جو انہوں نے حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو حکومت نے انہیں اور ان کے ساتھی ۷۔ افراد کو بھی قتل کر دیا۔

۳۔ شیخ احمد الفیصل بے پناہ جسمانی اذیتوں کے سبب رمضان ۱۴۰۰ھ میں شہادت پا گئے۔ اور ان کی لاش ان کے گھر کے سامنے پھینک دی گئی۔

۳۔ حمص | شیخ فاضل زکور کو جولائی ۱۹۷۹ء میں تشدد کے ذریعہ ہلاک کر دیا گیا۔

اسی طرح شیخ اسماعیل السبامی باز فجر کے وقت (نومبر ۱۹۸۰ء) شہید کر دیے گئے۔

اسلامی ترقی | شیخ الکتور محمد روح جو کچھ جنہوں نے جامع المازہر سے شرح اسلامی میں اعلیٰ ترین سند حاصل کی تھی انہیں جون ۱۹۸۰ء میں خفیہ پولیس نے حراست میں لیا اور دوسرے دن ان کی لاش راستے میں پائی گئی۔
باقیاس | شیخ عبدالستار الجوط کو خفیہ پولیس نے اغوا کیا۔ اور شیخ الکتور کی طرح انہیں بھی اپنے اذیت ناک تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اور ان کی لاش بھی راستے میں پھینک دی۔

ادلب | شیخ سلیم الجامقی جو الشنور کی مسجد میں امام تھے انہوں نے غیر مسلم تیرنی حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد کیا اور اس راہ میں شہادت پائی۔

سرمد | شیخ ابن اشخ انہوں نے بھی جہاد کا اعلان کیا اور شہید ہو گئے۔
حصاق | شیخ محمود مشفقہ جنہیں اگست ۱۹۷۹ء میں خفیہ پولیس کے ایک رکن نے مسجد کے اندر ختبر مارا کر شہید کر دیا۔
شیخ علی خیر اللہ جن کی عمر ۸۰ سال تھی اور دل کے مریض تھے اگست ۱۹۷۹ء میں ناقابل برداشت جسمانی تکالیف جھیلتے ہوئے شہادت پا گئے۔

ہم مسلمانوں کی غفلت سے آج حیب کہ شام میں ایک اقلیتی غیر مسلم فرقہ (نصیری) اقتدار پر قابض ہو چکا ہے۔ اور علماء کرام نے اس طبقے کے خلاف اعلان جہاد کر دیا ہے۔ چنانچہ شام کے گوشے گوشے میں اس وقت شامی حکومت کی عوام سے جنگ جاری ہے۔

اس جہاد کی قیادت چونکہ علماء کرام فرما رہے ہیں لہذا روس کی تربیت یافتہ خفیہ پولیس کا اولین نشانہ بھی یہی حضرات بن رہے ہیں ان کی بیشتر تعداد شہادت پا چکی ہے۔ یا لاکھ سے باہر چلی گئی ہے۔ لیکن حکومت کے ایجنٹ بیرونی ممالک میں بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور موقع پاتے ہی قتل کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل شام کی تقریباً ساری مسجدیں زمین پڑی ہیں اور کوئی امامت کرانے والا موجود نہیں۔

چنانچہ ہم آپ علماء اسلام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ صرف اپنے ملک کے عوام کو ایسے فرقوں کی سازشوں سے باخبر رکھیں۔ بلکہ اسلام کی جو تحریک ملک شام میں حکومت کے خلاف چل رہی ہے اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں اور مجاہدین جنہوں نے اپنا جان و مال سب کچھ اللہ کی خاطر داؤ پر لگا دیا ہے ان کی اخلاقی اور مالی طور پر مدد فرمائیں تاکہ وہ اور مستحکم ہو سکیں۔

مصائب نبوی | محترمی، سلام و رحمتہ۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ اعدائے حق کے ہاتھوں تمام انبیاء و رسل میں سے کوئی اتنا اور ایسے نہیں ستایا گیا جتنا اور جیسے حضور ﷺ نے گئے۔ لیکن حیرت و افسوس یہ ہے کہ گذشتہ چودہ سو سال میں اگرچہ دنیا بھر کی زبانوں میں حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر حتمی المقدرت سب ہی کچھ لکھا گیا لیکن آج تک کسی زبان میں کسی کی کوئی ایسی تالیف شائع نہیں ہوئی جو مخصوص طور پر صرف اور محض حضور کی مظلومیت پر ہو۔

جس سے دنیا کو یہ معلوم ہو کہ آج روئے زمین کے گوشے گوشے میں جو تقریباً ایک ارب کلمہ کو پھیلے ہوئے ہیں۔ اس ملک کو قائم اور اس امت کو برپا کرنے کے لئے حضورؐ نے زندگی بھر کیسے کیسے دکھ جھیلے اور کیا کیا جسمانی و ذہنی اذیتیں جھیلی تھیں۔ جن کے مقابلہ میں افسانہ کہ بلا کے مفروضہ مظالم بھی میچ ہیں۔ کیا آپ کے دارالعلوم میں "الحق" کے قارئین میں یا ملک بھر میں کوئی ایسا صاحب علم و علم نہیں ہے جو ایک ایسی کتاب "مصائب نبوی" کے عنوان سے تالیف کر سکے جو آیات قرآنی معتبرہ حدیث نبوی اور مستند آثار صحابہ کے عربی متن، اردو تراجم اور ماخذ کے حوالہ جات پر مشتمل ہو۔

اگر مناسب سمجھیں تو میری طرف سے اس دعوت الی الخیر کو "الحق" کے ذریعہ عام فرمادیں۔ شاید خدا کسی کو اپنے حبیب کی اس قلبی خدمت کی توفیق دے۔
دعا گو و دعا جو خسرو می۔ ناظم آباد۔ کراچی

اور اب نثار، کی باری آئی | آپ کی توجیہ ۲۸، ۲۹ کے "جنگ" (کراچی) کے صفحہ اول پر شائع شدہ شرعی عدالت کے فیصلہ کی خبر پر مبذول کرتا ہوں جس کی رو سے اس اسلامی ملک میں ۶۰-۷۰ لاکھ ہندوؤں سکھوں۔ پارسیوں۔ یہودیوں عیسائیوں۔ بہائیوں۔ ذکیوں اور قادیانیوں کو شراب پینے، کشید کرنے، درآمد کرنے، ذخیرہ کرنے۔ نقل و حمل کرنے یا کسی کو بھی فروخت کرنے سے شرعاً نہیں روکا جاسکتا۔ اس نام نہاد شرعی عدالت کے چار قاضیوں میں ایک (شیعہ) قاضی کا فیصلہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی ہر قسم کی شراب مباح ہے سوائے انگوری کے اور وہ بھی اگر متحدہ سکریپی جائے۔ اس سے قبل شرعی عدالت رجم کو خلاف شرع قرار دے چکی ہے۔ اب شراب کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ نہ خمر اور مبروہوں "اجنبوا" کے تحت آتے ہیں۔ لہذا شراب کی اباحت کے ساتھ جو ابھی مباح ہو گیا۔ مذکورہ بالا قاضی نے اپنے فیصلہ میں اجنبیاب و تحریم کا فرق بتایا ہے۔

اگر ایسے ہی شرعی عدالتوں کے ایسے ہی قاضیوں کے ذریعے اسلامی قوانین کا اجرا ہوتا ہے تو اب زنا اور انعام کی آیت کے لئے فتوے میں بھی دیر نہیں۔ انعام کے متعلق تو قرآن میں کوئی تعزیر ہے ہی نہیں۔ دراصل یہ فقہانہ انکار حدیث کے نتائج ہیں جسے تمسک یا نقرآن کا پرفریب نام دے دیا گیا ہے۔ اس کے پس پشت جہاندرونی اور بیرونی دماغ سرگرم ہیں ان سے آپ واقف ہی ہیں۔

مزید برآں یہ کہ ماہرین قانون سے مشورہ کریں کہ آیا کسی مروجہ (ملکی یا شرعی) یا موجودہ کٹے بھٹے آئین کے تحت ایسے لوگوں کو مسند قضا کے لئے نااہل قرار دلوانے کے لئے عدالتی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے؟ اگر ۲۵ فیصد بھی امکان ہے تو فوراً کسی نہ کسی طرف سے استغاثہ دائر کر دیں۔ اگر آپ حضرات صرف خام فرسائی ہی کو جہاد سمجھتے رہے تو رفتہ رفتہ تمام اسلامی قوانین و فریضوں کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔ پھر آپ چودہ سو سال میں مدون فقہی کتابوں کو بجا بے خانہ میں رکھ دیکئے گا۔ میرا نہ ماننے گا میرا دل جل رہا ہے اور جو کچھ مزید ہونے والا ہے وہ نظر آ رہا ہے۔

(دعا جو و دعا گو۔ خسرو می۔ ناظم آباد کراچی)

انحاز قرآن | اریک کی تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہوئے ایک عجیب بات سامنے آئی۔ خانہ جنگی کے دوران الاباہ
یونیورسٹی کی لائبریری میں صرف ایک کتاب جل جانے سے محفوظ رہی۔ قرآن مجید!
اس کو کتاب اللہ کے انحاز کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے۔

(مراسلہ نگار نے مذکورہ تاریخ کا انگریزی اقتباسات اور اس کی نوٹوسٹیٹ کاپی بھی ارسال کی ہے،
عجیب اللہ خشک مسٹٹ کمشنر ریاست سوات
ہمارے انگریزی اخبارات کی اسلام دشمنی | اس بات کا آپ کو بخوبی علم ہوگا کہ پچھلے کچھ عرصہ سے انگریزی
اخبار جن میں ڈان انگریزی اور کسی تک "مارنگ نیوز" قابل ذکر ہیں۔ یہ ہر ایسی بات کو نمایاں جگہ دیتے اور
پروپیگنڈہ کرتے ہیں جو اسلام کے منافی ہو یا اسلام کی جڑوں پر ضرب کاری اس بات سے پڑتی ہو۔ اس ضمن میں
آپ کی توجہ ڈان کے ماہ اپریل کے ۶ تاریخ - ۲۰۱۳ء اور مئی کی پانچ تاریخ کے شماروں میں ایک مضمون غور توں
کے صفحہ پر بعنوان "قرآن میں عورتوں کا مقام اور حقوق"

محترمہ ریجانہ فردوس کا شائع ہوا ہے۔ کی طرف توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ اسے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ دین کے
خلاف کیا کچھ اگلا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں اس کا جواب نہ دینے سے معاشرے پر برا اثر پڑے گا۔ نیز اوروں کو
بھی اس جانب خام فرسائی کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ (اے۔ ایس۔ نومی والا)

الحق :- فاضل مراسلہ نگار نے اس کے بعد محمد تقی نومی صاحب اور ان کی حالیہ شائع کردہ کتاب فقہ القرآن
کے بارہ میں دریافت کیا ہے تو اطلاعاً عرض ہے کہ مولف کتاب مشہور منکر حدیث ہیں۔ ان کے تمام مقالات اور کتابوں
سے اہل اسلام اجتناب کریں۔

الدُّعْوَاتُ إِلَى التَّحْيِيرِ

مصنفہ حضرت مولانا محمد یوسف قریشی جامعہ اشرفیہ پشاور

اسلامی تعلیمات، سیرت رسولؐ، اسلامی معاشرتی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ فضائل احکام، آثارِ قیامت
اتحاد و اخوت اور اس جیسے دیگر اہم عنوانات پر جامع اور موثر اور عام فہم مضامین کا مجموعہ

صفحات ۲۵۶ - قیمت پندرہ روپے - براہ راست طلب فرمائیے۔

مؤثر المؤلفین جامعہ اشرفیہ علامہ عبدالودود قریشی روڈ پشاور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ
حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَأَعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.



PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

دارالعلوم حقانیہ کے شب و روز

شفیق فاروقی

وزارت مذہبی امور کا تعزیت نامہ | چند ماہ قبل دارالعلوم کے ایک ہونہار طالب علم مولوی محمد حنیف وزیر ستانی شریک دورہ حدیث شریف دارالعلوم کے سامنے سرگرم کر اس کے ہونے ایکسی ڈنٹ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس سانحہ پر پاکستان کی وفاقی وزارت مذہبی امور کے معزز سیکرٹری نے حسب ذیل تعزیتی گرامی نامہ بنام مولانا سمیع الحق ارسال کیا ہے۔ جو بائی خط میں مولانا نے ایک دینی طالب علم کی وفات پر سیکرٹری صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ اعلیٰ حلقوں میں دینی طلبہ اور اہل دین کی قدر و منزلت کا احساس ایک خوشگوار تبدیلی ہے اور وہ نوجوان طلبہ اس اعزاز و امتنا کے صل مستحق ہیں جن کی جوانیاں دین کے لئے وقف ہیں۔ واللہ العزیز والرسولم و لکمونیین۔

تعزیت نامہ یہ ہے :-

حوالہ نمبر ۲۲۱ / ڈی ڈی جی / آر آر / ۸۱

۸۱ - ۴ - ۲۵

اظہار تعزیت

مکرم و محترم - السلام علیکم

آپ کے دارالعلوم کے ہونہار و دیندار طالب علم محمد حنیف وزیر ستانی مرحوم کی وفات حسرت آیات کی اطلاع پا کر صدمہ ہوا۔ سب سے زیادہ دکھ اس بات سے ہوا کہ مرحوم ایک تیز رفتار کارکن کی زود میں آکر جہاں بحق ہوئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ طالب علم کی موت شہادت ہے۔ یقیناً علم دین کے طالب علم کی وفات اور وہ بھی ایک حادثے میں، نہایت اندوہناک ہے میری دعا ہے کہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند منصب سے نوازے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شریک علم

اللہم اغفر لہ وارحمہ آمین

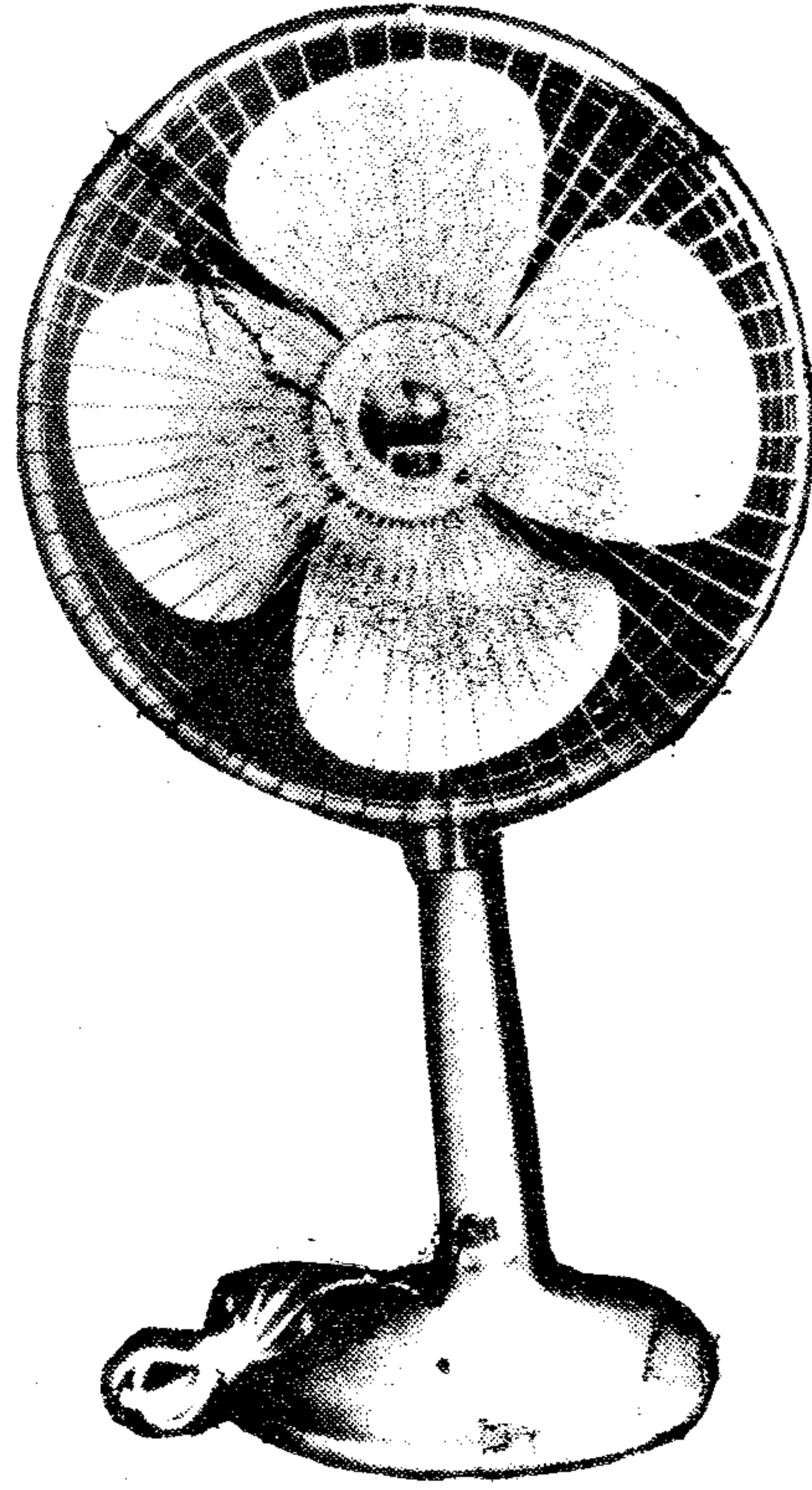
ع | امتیازی

(عرفان احمد امتیازی) سیکرٹری

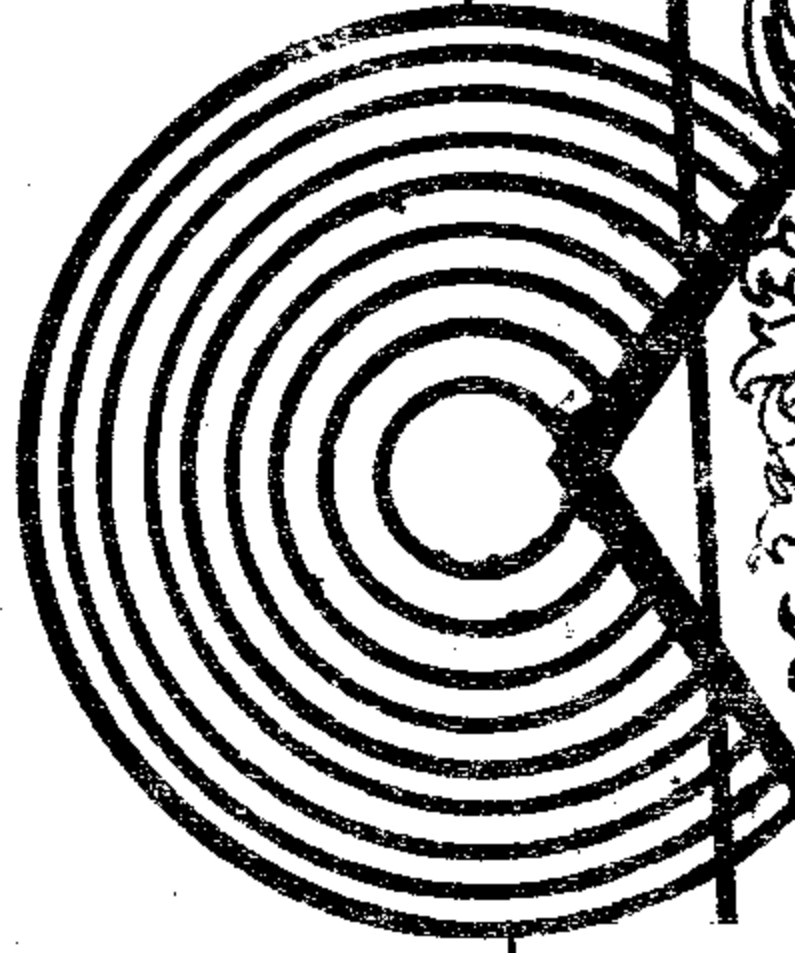
ایس اے
شہرہ آفاق
پانچ

SA

ملک بھر میں مقبول اور کامیاب
تسکین و آرام کے ضامن



تسکین و آرام کے ضامن



ESTD. 1936
SA
FANS & MOTORS

سینگ
ٹیبیل
پیدل
ٹیبیل کم پیدل
ایگزاسٹ
مورین

منجانب بورڈ آف ڈائریکٹرز

ESTD. 1936
SA
FANS & MOTORS

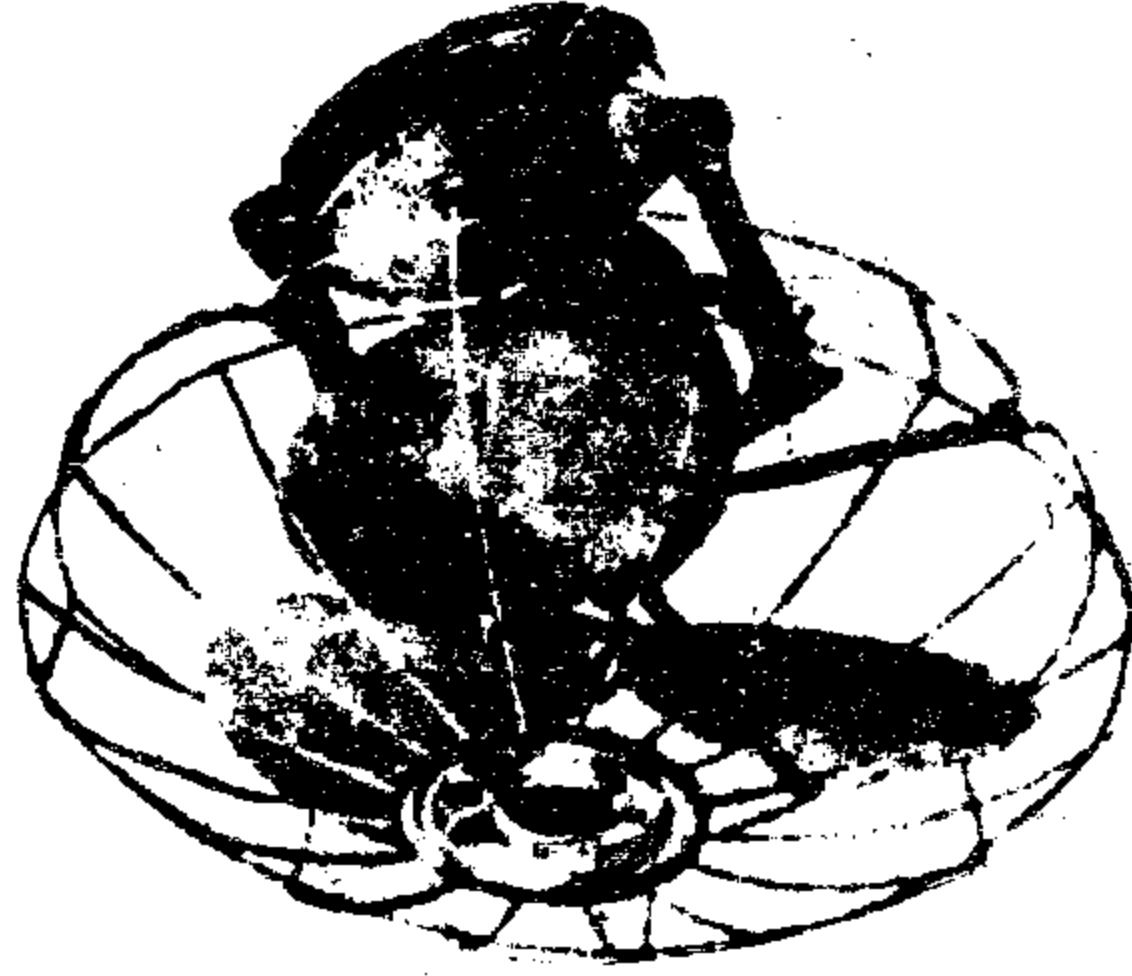
فون - 4700
گرام - ESSAY FAN

ایس اے الیکٹریکل انڈسٹریز لمیٹڈ
جی ٹی روڈ گجرات

قائم شدہ : ۱۹۳۶ء

SULTAN

FANS & MOTORS



پنکھے اور موٹریں

خوبصورت

دیسرپا

سیلنگ — ٹیل — پیڈل — ایگزاسٹ

سلطان

تیار کردہ: نیشنل میٹیل ورکس لمیٹڈ جی ٹی روڈ گجرات

فون: ۲۶۶۵ رہائش ۲۲۵۶ تار سلطان فین

نیلام عام

ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک ضلع پشاور اپنی مندرجہ ذیل ٹھیکہ جات برائے سال ۱۹۵۲-۵۱ء میں عادی از یکم جولائی ۱۹۵۱ء تا ۳۰ جون ۱۹۵۲ء بذریعہ عام بولی نیلام کرنا چاہتی ہے۔ لہذا خواہشمند حضرات مقررہ تاریخ اور وقت پر دفتر ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک میں تشریف لاکر بولی میں حصہ لے سکتے ہیں۔ شرائط ٹھیکہ جات دفتری اوقات میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

تفصیل ٹھیکہ جات

نمبر شمارہ	نام ٹھیکہ	زر ضمانت	تاریخ نیلامی اور وقت
۱-	آدن محصول چنگی بھٹہ راہداری فیس	۱۵,۰۰۰/-	۵/۸۱ء بوقت ۹ بجے صبح
۲-	منڈی مال مویشیاں	۱۵,۰۰۰/-	۵/۸۱ء بوقت ۵ بجے صبح
۳-	سلاٹر ہاؤس فیس	۲۰۰/-	۵/۸۱ء بوقت ۹ بجے صبح
۴-	کوڑا کرکٹ (خاکشورہ)	۲۰۰/-	۵/۸۱ء بوقت ۱۰ بجے صبح

امٹنڈر ہس۔ جان محمد خان خٹک — چیئرمین ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک

اعلان داخلہ

دورہ تفسیر

قاسم العلوم لاہور

حضرت شیخ التفسیر امام العصر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ نصف صدی تک جس شمع کو روشن کرتے رہے، اب ان کے صدقہ جاریہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور میں حسب معمول امسال بھی انشاء اللہ عزیز جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

* شعبان اور رمضان میں دورہ تفسیر پڑھائیں گے۔

* داخلہ ۲۵ مئی سے جاری ہے

* طلباء کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

* داخلے کے خواہشمند طلباء خود یا بذریعہ خط زیر دستخطی سے رابطہ کریں۔

چوہدری بشیر احمد چوہان

ناظم مدرسہ قاسم العلوم

شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور